ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

اپریل 2009ء

مسلسل اشاعت کے ۱۲ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

جلد ۱۳

شمارہ ۴

إِنَّ عِيْسٰى لَمْ يَمُتْ وَإِنَّهُ رَاجِعٌ إِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

حضرت علیؓ اور نظام خلافت

سوات میں نظام عدل کے نفاذ کا معاہدہ

قاری حبیب احمد عمر کا وصال

مرزا انگریز کے جاسوس اور پاکستان کے کھلے دشمن ہیں!

قادیانی دجل وفریب

وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ

اور انہوں نے ان (عیسیٰؑ) کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔

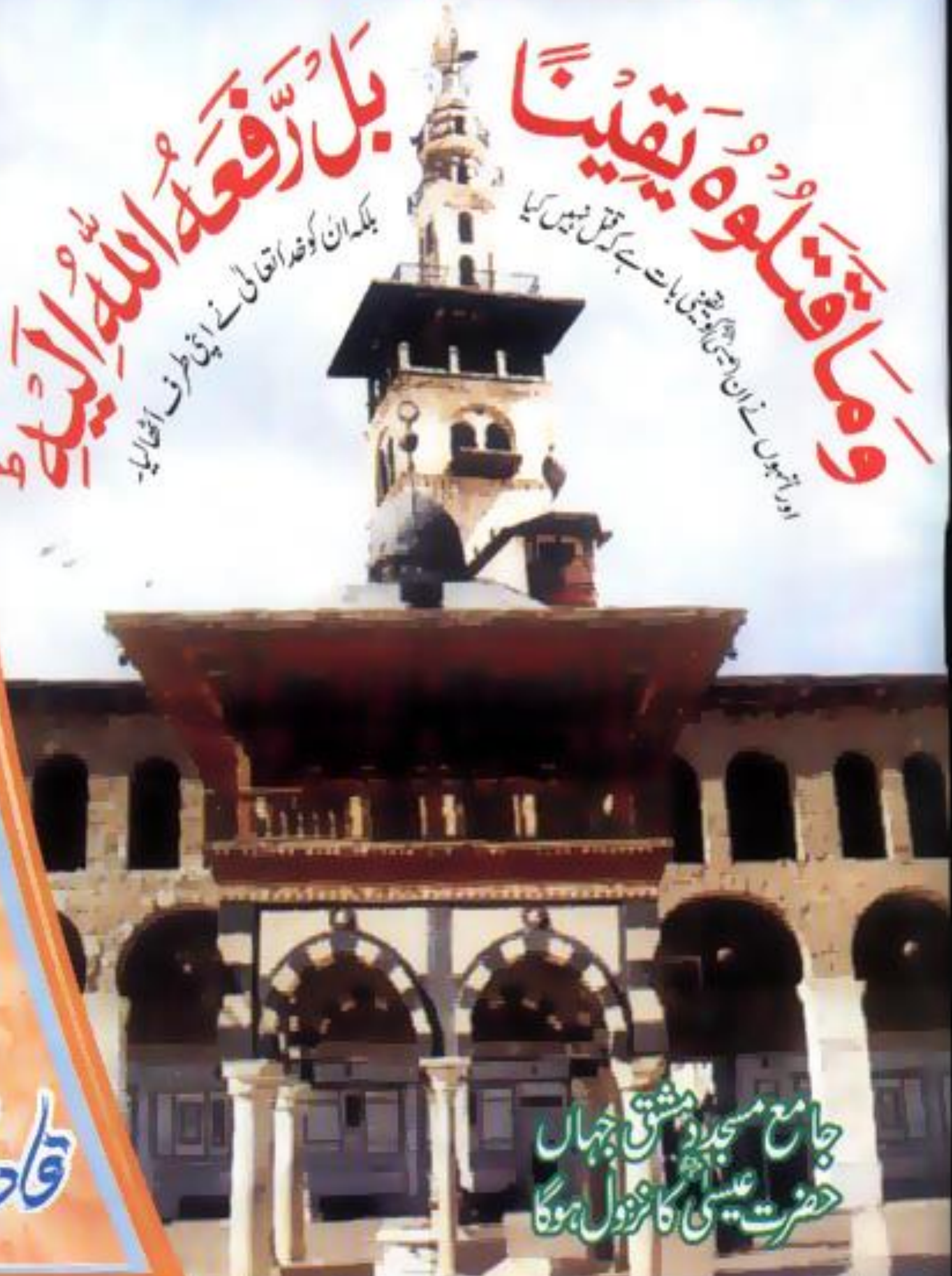

جامع مسجد دمشق جہاں حضرت عیسیٰؑ کا نزول ہوگا

فرمان رسول ﷺ: جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کو مبعوث فرمائینگے وہ دمشق کی جامع مسجد کے سفید مشرقی مینار پر اتریں گے۔ وہ دو چادریں پہنے ہونگے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہونگے۔

www.khatm-e-nubuwwat.com
www.lolaak.clickhere2.net
www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: 4 ● جلد: ۱۳

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا غلام رسول دینپوری

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486 14122

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

سوات میں نظام عدل کے نفاذ کا معاہدہ	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد	3
ملک عزیز کے ابتر حالات،قنوت نازلہ	// //	3
میاں عبدالواحد کا انتقال	// //	4

مقالات ومضامین

حضرت علیؓ اور نظام خلافت	مولانا ظفیر الدین	5
حضرت عمرو بن العاصؓ	مولانا محمد یامین قاسمی	10
صبر اور اس کی جزا	مولانا محمد نذر عثمانی	15
قاری خبیب احمد عمرؒ کا وصال	مولانا اللہ وسایا	18
حاجی معراج دینؒ کی رحلت	مولانا اللہ وسایا	19
شیخ الحدیث حضرت مولانا معز الحقؒ	مولانا عظیم اللہ	21
ایک تاریخی سفر	حافظ محمد زبیر جمیل	23

ردقادیانیت

مرزائی انگریز کے جاسوس،اور پاکستان کے کھلے دشمن ہیں	مولانا لال حسین اخترؒ	28
کیا نبی کریم ﷺ کا امتی بھی نبی ہوسکتا ہے	ماسٹر محمد احسان	34
قادیانی دجل وفریب	مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ	39

متفرقات

حیات فیضؒ	مولانا خدا بخش ملتانی	52
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	54

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

سوات میں نظام عدل کے نفاذ کا معاہدہ؟

اللہ رب العزت نے پاکستان کے عوام پر ترس فرمایا۔ بسیار خرابی کے بعد سوات، مالا کنڈ، آزاد قبائل میں آگ وخون کی جنگ رک گئی ہے۔ مولانا صوفی محمد اور حکومت سرحد کے درمیان امن معاہدہ ہوگیا۔ ان قبائل کے عوام کا دیرینہ مطالبہ فوری عدل وانصاف کے مہیا کرنے کا حکومت سرحد نے تسلیم کرلیا۔ صوفی محمد صاحب نے گاؤں گاؤں، قریہ قریہ پھر کر ایک ایک ذمہ دار سے امن قائم کرنے کی ذمہ داری کو نبھایا۔ سرحد کے وزیراعلیٰ نے معاہدہ پر دستخط کردیئے۔ مسودہ گورنر سرحد کو منظوری کے لئے بھجوایا ہے۔ وہ وفاقی حکومت کو ارسال کریں گے۔ وفاقی حکومت کی حتمی منظوری کے بعد اس کے نفاذ کا مرحلہ آئے گا۔

امریکہ اور دیگر اتحادی ممالک پاکستان میں بے ضرر سے اس معاہدہ کو آسانی سے ہضم نہیں کرپارہے۔ وہ اسے سبوتاژ کرنے کے لئے زرداری صدر مملکت پر دباؤ بڑھارہے ہیں تاکہ پاکستان میں آگ برستی رہے اور خون ناحق بہتا رہے۔ تاآنکہ وہاں کے عوام بے بس ہوکر قبائلی علاقہ کی پٹی امریکی کالونی کے طور پر امریکی فوج کے سپرد کردیں۔ اس وقت تک یہ صورتحال ہے۔ زرداری حکومت کیا سوچ رہی ہے۔ وہ سب کچھ عیاں ہے۔ البتہ سرحد حکومت اس معاہدہ پر اس کی روح کے مطابق عمل درآمد کے وعدوں پر قائم ہے۔ آنے والا وقت بتائے گا کہ غریب ملاّ نے ملک عزیز میں قیام امن کے لئے جو مخلصانہ دست تعاون بڑھایا ہے کیا صوبائی حکومت کی طرح وفاقی حکومت بھی اسے مخلصانہ سمجھتی ہے۔ یا امریکہ کی منافقانہ، متمردانہ چال اور جال کو گوشہ عافیت سمجھ کر اس حصار سے نکلنے کی آخری کوشش کو بھی ضائع کردیتی ہے؟

ملک عزیز کے ابتر حالات، قنوت نازلہ

آج ۱۰؍مارچ ہے، جناب معزول چیف جسٹس افتخار حسین چوہدری کی بحالی کے لئے آزاد عدلیہ کی تحریک ''لانگ مارچ اور دھرنا'' کے شروع ہونے میں صرف دودن باقی رہ گئے ہیں۔ موجودہ عدلیہ نے اپنے فیصلہ میں میاں برادران کو نااہل قرار دے دیا ہے۔ پنجاب میں گورنر راج نافذ ہے۔ پرویزی دور کے ضلعی نظماء کو بااختیار کردیا گیا ہے۔ ان کے خلاف سابقہ مقدمات یک قلم ختم کردیئے ہیں۔ سابقہ وزارت علیاء کے زمانہ میں مقرر کئے گئے۔ کمشنرز کو بے اختیار کردیا گیا ہے: ''ہرکہ آمد عمارت نوساخت'' کے مقولہ پر مکمل درآمد کیا گیا ہے۔ پنجاب حکومت تحلیل کردی گئی ہے۔ پنجاب اسمبلی کو تالے لگادیئے گئے ہیں۔ جوڑتوڑ عروج پر ہے۔ پیپلز پارٹی کے جناب رضا ربانی نے وفاقی وزارت سے استعفاء دے دیا ہے۔ میاں برادران اوران کی مسلم لیگ نے پاکستان بالخصوص

پنجاب کی سرزمین کو شعلہ جوالا بنادیا ہے۔ الزامات کی بھرمار نے پاکستان کی دو بڑی پارٹیوں مسلم لیگ (ن)، پاکستان پیپلز پارٹی کو باہم دیگر میدان میں لا کھڑا کیا ہے۔ ان ابتر حالات میں مولانا فضل الرحمٰن، جناب اسفند یار خان ولی، جناب اسلم رئیسانی نے فریقین سے متعدد ملاقاتیں کر کے مفاہمت کی طرح ڈالی۔ لیکن راجہ اشرف پرویز وفاقی وزیر کی ایک منہ زور پریس کانفرنس نے تینوں فریقوں کی کوششوں کو خاک میں ملادیا۔ بظاہر دونوں پارٹیاں دو، دو ہاتھ کرنے کے نشہ سے سرشار ہیں۔ نتیجہ کیا نکلتا ہے یہ پرچہ قارئین کے ہاتھ پہنچنے سے پہلے ملکی حالات کی رفتار کا رزلٹ سامنے آچکا ہوگا۔ بظاہر لگتا ہے کہ ملک کی چولیں مزید ڈھیلی کرنے کا موقعہ وفاقی حکومت ہاتھ سے نہ جانے دینے کی پالیسی پر گامزن ہے۔

ہر شاخ پے ...... بیٹھا ہے انجام گلستاں کیا ہوگا

پاکستانی عوام، اسلامیان وطن ان حالات سے سخت ذہنی اذیت میں مبتلا ہیں۔ لیکن اس نقارخانے میں طوطی کی کون سنتا ہے، کا منظر ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلم امہ پر رحم وکرم فرمائے۔ اپنے اور اغیار اسے قیمہ کرنے پر تلے ہیں۔ سری لنکن کرکٹ ٹیم پر لاہور میں قاتلانہ حملہ، ہندستان میں بمبئی دھماکہ ایسے مسائل نے وطن عزیز کو خوفناک اژدھے کی طرح گھیر رکھا ہے۔ حکمرانوں کی تنی ہوئی گردن پیچھے مڑ کر دیکھنے کی صلاحیت سے عاری ہوچکی ہے۔ ان حالات میں کیا کہا جائے۔ چپ ہی بھلی ہے۔ کبوتر کی طرح بلی کے سامنے آنکھیں بند کرنے کے سوا چارہ ہی کیا باقی رہ گیا ہے؟ ان مشکل حالات میں ہماری دینی قیادت قنوت نازلہ پڑھنے، رحمت حق کو متوجہ کرنے کا اعلان فرمادیتی تو بہتر ہوتا۔

میاں عبدالواحدؒ کا انتقال

کنری سندھ میں جناب میاں عبدالواحد صاحب ۲۸؍فروری ۲۰۰۹ء کو انتقال فرماگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! میاں عبدالواحد صاحب نے ایم۔ایس۔سی تعلیم پائی۔ گورنمنٹ ہائی سکول کنری میں ۲سال سائنس ٹیچر رہے۔ ملازمت سے دل بھر گیا تو زمیندارہ شروع کیا۔ زمینداہ میں اپنی ذاتی شرافت، دیانتداری کے باعث نام پیدا کیا۔ خوب سے خوب تر کی تلاش کے جذبہ کے تحت زمیندارہ پیشہ میں ایک کامیاب اور ماہر کا درجہ اختیار کرگئے۔ آپ نے اپنی اہلیہ سمیت حج کی سعادت حاصل کی۔ کنری مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اور روح رواں رہے۔ بہت ہی گہرے اور ٹھنڈے دل ودماغ کے انسان، معاملہ فہمی میں اپنی مثال آپ تھے۔ پڑھے لکھے، زیرک، نرم مزاج، پختہ رائے، ایسے اوصاف نے انہیں ہر دل عزیز بنادیا تھا۔ اپنے پرائے، ہندو، مسلم سب کے دلوں پر انہوں نے بے تاج بادشاہ کی طرح حکمرانی کی۔ اللہ رب العزت نے ایک بیٹا وبیٹی کی دولت سے مالا مال کیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے ان کا وجود سایہ الٰہی تھا۔ ان کی مرنجان مرنج شخصیت کے نقوش عرصہ تک اہل علاقہ کے لئے ایک یادگار کے طور پر ضرب المثل رہیں گے۔ مولانا محمد علی صدیقی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ کنری میں ان کا جنازہ ایک مثالی جنازہ تھا۔ مرکز کی طرف سے حضرت ناظم اعلیٰ دامت برکاتہم نے بذات خود تعزیت کے لئے سفر کیا۔ حق تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین!

حضرت علیؓ اور نظام خلافت!

مولانا ظفیر الدین

حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے وقت ایسے حالات تھے کہ الامان، الحفیظ۔ مفسدین چھائے ہوئے تھے۔ تین دن تک مسند خلافت خالی رہی۔ امامت کے فرائض مسجد نبویؐ میں غافقی نامی مفسد انجام دیتا رہا۔ درودیوار پر وحشت چھائی ہوئی تھی۔ اکابرین صحابہؓ میں سے کچھ حضرات مدینہ سے باہر تھے۔ کچھ فریضہ حج کی ادائیگی کے سلسلہ میں مکہ میں تھے اور کچھ حضرات فتنہ وفساد سے گھبرا کر گوشہ نشین ہوگئے تھے۔

ان حالات میں حضرت علیؓ کے سر خلافت کا بارڈالا گیا اور قوم ومذہب کی ہمدردی میں ان کو قبول کرنا پڑا۔ واقعہ یہ ہے کہ ان وحشت ناک حالات میں خلافت کا بار اٹھانا، حضرت علیؓ ہی جیسے عظیم المرتبت بزرگ کا کام تھا۔ کوئی شبہ نہیں کہ آپ کا دور خلافت باہمی آویزشوں سے پر ہے۔ مگر بااین ہمہ آپ نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے اور آپ جن خوبیوں کے مالک تھے وہ ہمارے لئے درس عبرت ہے۔

حضرت علیؓ نے پہلا خطبہ خلافت جو ارشاد فرمایا تھا ان میں چند کلمات یہ بھی تھے کہ:

”خداوند تعالیٰ نے زمین حرم کو محترم قرار دیا ہے۔ مسلمانوں کو اخلاص ومحبت اور اتحاد، یگانگت کی بڑی تاکید فرمائی گئی ہے۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ بجز اس صورت کے کہ کوئی شرعی حق واجب ہو۔ خدا کے بندوں سے معاملہ کرتے ہوئے خدا سے ڈرو۔ قیامت کے دن تم سے اراضی اور مواشی کے متعلق بھی بازپرس کی جائے گی (انسانوں کا تو ذکر کیا ہے) اللہ عزوجل کی اطاعت کرو۔ اس کے احکام سے سرتابی نہ کرو۔ نیکی کو قبول کرو اور بدی سے پرہیز کرو۔“ (تاریخ ملت ص۱۷۱ ج۲)

اس تقریر کے ایک ایک جملہ کو گہری نظر سے ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں باہمی اخلاص ومحبت، یک جہتی اور اتفاق واتحاد پر کتنا زور دیا گیا ہے۔ لوگوں کو مردم آزاری سے کس شدومد کے ساتھ روکا گیا ہے۔ معاملات میں غور وفکر کی کیسی تاکید ہے۔ یہ سب کیوں ہے کہ لوگ محبت اور پریم کی زندگی گزاریں۔ صلح وآشتی کو راہبر بنائیں اور جو کچھ کریں احکام خداوندی اور مشکوٰۃ نبوت کی روشنی میں کہ اصل زندگی یہی ہے اور یہی عبدیت کی شان ہے۔

حضرت علیؓ ملکی نظم ونسق اور عمال کی نگرانی سے ذرہ برابر غافل نہیں رہتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت کعب بن مالکؓ کو مامور فرماکر ہدایت کی کہ: ”تم اپنے ساتھیوں کا ایک گروہ لے کر روانہ ہو جاؤ اور عراق کے ہر ضلع میں پھر کر عمال کی تحقیقات کرو اور ان کی روش پر غائر نظر ڈالو۔“ (سیرۃ الصحابہ خلفائے راشدین ص۳۳۱)

اس طرح تمام عمال کی رپورٹ لیتے رہتے تھے اور جہاں کسی میں ذرا سی غفلت پاتے فوراً بازپرس کرتے۔ اس باب میں رورعایت کے قائل نہیں تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ: ”ایک دفعہ اردشیر کے عامل مصقلہ نے بیت المال سے قرض لے کر پانچ سو لونڈی اور غلام خرید کر آزاد کئے۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت علیؓ نے سختی کے ساتھ اس رقم کا مطالبہ کیا۔“ (سیرۃ الصحابہ خلفائے راشدین)

پھر یہ بھی کمال تھا کہ آپ اس باب میں اپنے اور غیر کی قطعاً تمیز نہیں فرماتے تھے۔ اعزواقارب کے ساتھ بھی سختی سے نہیں چوکتے تھے۔ چنانچہ مذکور ہے کہ: ’’ایک مرتبہ آپ کے چچیرے بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ عامل بصرہ نے بیت المال سے ایک رقم لے لی۔ حضرت علیؓ نے وجہ دریافت فرمائی تو جواب دیا کہ میں نے ابھی اپنا پورا حق نہیں لیا ہے۔ لیکن اس عذر کے باوجود خائف ہوکر بصرہ سے مکہ چلے گئے۔ (ایضاً)

باایں ہمہ سختی، رعایا کے حق میں نرم تھے اوران کے باب میں اسی نرم خوئی کو پسند فرماتے تھے۔ لکھا ہے کہ: ’’رعایا کے فلاح وبہبود کا خاص خیال تھا۔ چنانچہ معذور اور نادار آدمیوں کے ساتھ کسی قسم کی سختی نہیں کی جاتی تھی۔ حضرت علیؓ کا وجود رعایا کے لئے آیہ رحمت تھا۔ بیت المال کے دروازے غرباء اور مساکین کے لئے کھلے ہوئے تھے اوراس میں جو رقم جمع ہوتی تھی نہایت فیاضی کے ساتھ مستحقین میں تقسیم کردی جاتی تھی۔‘‘ (ایضاً)

حکومت کے معاملہ میں حضرت علیؓ مسلم اور غیر مسلم کی تمیز نہیں فرماتے تھے۔ سب پر شفقت کی نظر رکھتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ: ’’ذمیوں کے ساتھ بھی نہایت شفقت آمیز برتاؤ تھا۔ ایران میں مخفی سازشوں کے باعث بارہا بغاوتیں ہوئی۔ لیکن حضرت علیؓ نے ہمیشہ نہایت ترحم سے کام لیا۔ یہاں تک کہ ایرانی اس لطف وشفقت سے متاثر ہوکر کہتے تھے خدا کی قسم اس عربی نے نوشیرواں کی یاد تازہ کردی۔‘‘ (ایضاً)

حضرت علیؓ نے ان ظالموں کی سرکوبی میں تامل نہیں کیا جنہوں نے نیا مذہب پھیلانے کی سعی کی اور غلط عقیدہ کا پروپیگنڈہ کیا۔ چنانچہ حضرت علیؓ کے متعلق لکھا ہے کہ: ’’خارجیوں کی سرکوبی اوران سبائیوں کو جو شدت غلو میں جناب مرتضیٰ کو خدا کہنے لگے تھے سزا دینا بھی دراصل مذہب کی ایک بڑی خدمت تھی۔‘‘ (سیرۃ الصحابہ جلد خلفائے راشدین ص۳۴۳)

حضرت علیؓ کے فیصلے

حضرت علیؓ فیصلے اور قضا میں مہارت رکھتے تھے۔ مجرم اور گواہوں پر جرح بھی کرتے تھے۔ چنانچہ مذکور ہے کہ: ’’ایک دفعہ لوگوں نے ایک شخص کو چوری کے الزام میں پکڑ کر پیش کیا اور دو گواہ بھی پیش کردیئے۔ آپ نے گواہوں کو دھمکی دی کہ اگر تمہاری گواہی جھوٹی نکلی تو میں یہ سزا دوں گا اور یہ کروں گا اور وہ کروں گا۔ اس کے بعد کسی دوسرے کام میں مصروف ہوگئے۔ اس سے فراغت کے بعد دیکھا تو دونوں گواہ موقع پاکر چل دیئے تھے۔ آپ نے ملزم کو بے قصور پاکر چھوڑ دیا۔‘‘ (ایضاً)

اس زمانہ میں بھی ضرورت ہے کہ جھوٹے گواہوں کے لئے ایسی دفعہ رکھی جائے جو اس کو جھوٹی گواہی پر دھمکی دے اور جن لوگوں نے جھوٹی گواہی کو پیشہ بنالیا ہے وہ اس سے نجات پائیں۔ کیونکہ آج کل گواہ تو یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ہمیں کیا، جو ہوگا وہ مدعی یا مدعا علیہ کو۔ ہمیں تو پوری کچوری ملنی ضرور ہی ہے۔

یمن میں دو عجیب وغریب مقدمے آپ کے یہاں آئے اور آپ نے جو فیصلے کئے وہ بھی ہر ایک جج کے سننے کے لائق ہے۔ لوگوں نے لکھا ہے کہ: ’’یمن نیا نیا مسلمان ہوا تھا۔ پرانی باتیں ابھی تازہ تھیں۔ ایک عورت کا مقدمہ پیش ہوا۔ جس سے ایک ماہ کے اندر تین مرد خلوت کر چکے تھے۔ نو ماہ بعد اس کے ایک لڑکا ہوا۔ اب یہ نزاع

ہوئی کہ وہ لڑکا کس کا قرار دیا جائے۔ ہر ایک نے اس کے باپ ہونے کا دعویٰ کیا۔ حضرت علیؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس لڑکے کی دیت کے تین حصے کئے۔ پھر قرعہ ڈالا جس کے نام قرعہ نکلا اس کے حوالہ کیا اور بقیہ دونوں کو دیت کے تین حصوں میں سے دو حصے اس سے لے کر دلوا دیئے۔ آنحضرتﷺ نے سنا تو تبسم فرمایا۔'' (ایضاً)

اس طرح ایک اور دوسرا مقدمہ بھی پیش ہوا اور اس کا بھی آپ نے عجیب وغریب فیصلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں آپ کو بڑی سوجھ عطا فرمائی تھی۔ ایک دلچسپ مقدمہ ملاحظہ فرمایئے: ''دو شخص (غالباً مسافر) تھے۔ ایک کے پاس تین روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس پانچ روٹیاں تھیں۔ دونوں مل کر ایک ساتھ کھانے کو بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک تیسرا مسافر بھی آ گیا۔ وہ بھی کھانے میں شریک ہوا۔ کھانے سے جب فراغت ہوئی تو اس نے آٹھ درہم اپنے حصے کی روٹیوں کی قیمت دی اور آگے بڑھ گیا۔ جس شخص کی پانچ روٹیاں تھیں اس نے سیدھا حساب یہ کیا کہ اپنی پانچ روٹیوں کی قیمت پانچ درہم لی اور دوسرے کو اس کی تین روٹیوں کی قیمت تین درہم دینے چاہے۔ مگر وہ اس پر راضی نہ ہوا اور نصف کا مطالبہ کیا۔

یہ معاملہ عدالت مرتضوی میں پیش ہوا۔ حضرت علیؓ نے دوسرے کو نصیحت فرمائی کہ تمہارا رفیق جو فیصلہ کر رہا ہے اس کو قبول کرلو۔ اس میں زیادہ تمہارا ہی نفع ہے۔ لیکن اس نے کہا حق کے ساتھ جو فیصلہ ہو مجھے منظور ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حق تو یہ ہے کہ تم کو صرف ایک درہم اور تمہارے رفیق کو سات درہم ملنے چاہئیں۔ اس عجیب فیصلہ سے وہ متحیر رہ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم تین آدمی تھے۔ تمہاری تین روٹیاں تھیں اور تمہارے رفیق کی پانچ۔ تم دونوں نے برابر کھائیں اور ایک تیسرے کو بھی برابر کا حصہ دیا۔ تمہاری تین روٹیوں کے حصے تین جگہ معہ کئے جائیں تو نو ٹکڑے ہوتے ہیں اور تمہارے رفیق کی پانچ روٹیوں کے تین ٹکڑے کئے جائیں تو پندرہ ٹکڑے ہوتے ہیں۔ تم اپنے نو ٹکڑوں اور اس کے پندرہ ٹکڑوں کو جمع کرو تو چوبیس ٹکڑے ہوتے ہیں۔ تینوں میں سے ہر ایک نے برابر ٹکڑے کھائے تو فی کس آٹھ ٹکڑے پڑتے ہیں۔ تم نے اپنے نو ٹکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے اور ایک تیسرے مسافر کو دیا اور تمہارے رفیق نے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے اور سات تیسرے کو دیئے۔ اس لئے آٹھ درہم میں سے ایک کے تم اور سات کا وہ مستحق ہے۔'' (سیرۃ الصحابہ خلفائے راشدین ص ۳۴۵)

مال غنیمت کی تقسیم میں برابری کے باوجود قرعہ ڈلواتے۔ تاکہ اگر خدانخواستہ کوئی کمی بیشی رہ جائے تو آپ اس سے بری ہو جائیں۔ ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ: ''ایک دفعہ اصفہان سے مال آیا۔ اس میں ایک روٹی بھی تھی۔ حضرت علیؓ نے تمام مال کے ساتھ اس روٹی کے بھی سات ٹکڑے کئے اور قرعہ ڈال کر تقسیم کیا۔'' (سیرۃ الصحابہ ص ۳۵۸)

اب یہ احتیاط حکمران طبقہ میں کہاں باقی ہے؟ اب تو قانون کی زد سے ہیر پھیر کر کے بچنے کی سعی کی جاتی ہے۔ خلیفہ راشد کی غذا بھی معمولی تھی۔ لکھا ہے کہ: ''ایک دفعہ عبداللہ بن زریر نام ایک صاحب شریک طعام تھے۔ دسترخوان پر کھانا نہایت معمولی اور سادہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ امیر المومنین! آپ کو پرندے کے گوشت سے شوق نہیں ہے؟۔ فرمایا ابن زریر! خلیفہ وقت کو مسلمانوں کے مال میں صرف دو پیالوں کا حق ہے۔ ایک خود کھائے اور اہل

وعیال کو کھلائے اور دوسرا خلق خدا کے سامنے پیش کر دے۔‘‘ (سیرۃ الصحابہ ص ۳۵۸)

آپ کو یقین ہوگا کہ خلیفۃ المسلمین ایک بڑی سلطنت کا فرمانروا اور لوگوں کا محبوب خلیفہ ہے اور اس کے گھر میں فاقہ ہو اور یہی نہیں یہ فاقہ اتنا شدید ہو کہ اس کو تلوار بیچنی پڑے۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ: ’’در دولت پر نہ کوئی حاجب تھا، نہ دربان، نہ امیرانہ کروفر، نہ شاہانہ تزک واحتشام اور عین اس وقت جب قیصر وکسریٰ کی شہنشاہی مسلمانوں کے لئے زروجواہر اگل رہی تھی اسلام کا خلیفہ ایک معمولی غریب کی طرح زندگی بسر کرتا تھا اور اس پر فیاضی کا یہ حال تھا کہ داد ودہش کی بدولت کبھی فقر وفاقہ کی نوبت بھی آ جاتی تھی۔ ایک دفعہ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میری تلوار کا کون خریدار ہے؟۔ خدا کی قسم! اگر میرے پاس ایک تہبند کی قیمت ہوتی تو اس کو فروخت نہ کرتا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ امیر المومنین! میں تہبند کی قیمت قرض دیتا ہوں۔‘‘ (ایضاً ص ۳۵۸،۳۵۹)

ایام خلافت میں حضرت علیؓ کا کیا لباس تھا۔ سنئے: ’’ایام خلافت میں بھی یہ سادگی قائم رہی۔ عموماً چھوٹی آستین اور اونچے دامن کا کرتہ پہنتے اور معمولی کپڑے کی تہبند باندھتے، بازار میں گشت کرتے پھرتے۔ اگر تعظیماً کوئی پیچھے ہو لیتا تو منع فرماتے کہ اس میں والی کے لئے فتنہ اور مومن کے لئے ذلت ہے۔‘‘

(سیرۃ الصحابہ خلفائے راشدین ص ۳۶۱)

حضرت علیؓ کے لباس کے متعلق دوسری روایت ملاحظہ فرمائیے: ’’کرتے کی آستین اس قدر چھوٹی ہوتی کہ اکثر آدھے ہاتھ کھلے رہتے تھے۔ تہبند بھی نصف ساق تک ہوتی تھی۔ کبھی صرف ایک چادر اور تہبند پر قناعت کرتے اور اسی حالت میں فرائض خلافت ادا کرنے کے لئے کوڑا لے کر بازار میں گشت کرتے نظر آتے تھے۔ پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے تھے۔ لوگوں نے اس کے متعلق عرض کیا تو فرمایا یہ دل میں خشوع پیدا کرتا ہے اور مسلمانوں کے لئے ایک اچھا نمونہ ہے کہ وہ اس کی پیروی کریں۔‘‘ (ایضاً ص ۳۶۲)

واقعہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ شروع ہی سے خداترس اور خوددار انسان تھے۔ اپنے بازو کی کمائی سے زندگی گزارنا پسند فرماتے تھے۔ ان کا خود بیان ہے کہ: ’’مدینہ میں ایک مرتبہ مجھ کو سخت بھوک لگی۔ کھانے کو کچھ نہ تھا۔ اس لئے حوالئ مدینہ میں مزدوری کی تلاش میں نکلا۔ ایک عورت ملی جس نے ڈھیلے اکٹھے کئے تھے۔ میں نے خیال کیا کہ غالباً وہ ان کو بھگونا چاہتی ہے۔ چنانچہ میں نے ہر ڈول پر ایک کھجور اجرت طے کی اور سولہ ڈول پانی بھرے۔ جس سے میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ اس نے مجھے سولہ کھجوریں گن کر دیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے ان کھجوروں کو میرے ساتھ کھایا۔‘‘ (خلفائے راشدین ص ۳۷۴)

اس غربت میں غریبوں کا درد جو دل میں رکھتے تھے اسے ملاحظہ فرمائیں۔ بخاری کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ: ’’ایک دفعہ رات بھر باغ سینچ کر تھوڑی سی کھجوریں مزدوری میں حاصل کیں۔ صبح کے وقت گھر تشریف لائے۔ اس میں سے ایک تہائی پسوا کر حریرہ پکوانے کا انتظام کیا۔ ابھی پک کر تیار ہی ہوا تھا کہ ایک مسکین نے صدا دی۔ حضرت علیؓ نے سب اٹھا کر اس کو دے دیا اور پھر بقیہ میں سے دوسرے ثلث (تہائی) کے پکنے کا انتظام کیا۔ لیکن تیار

ہوا کہ ایک مسکین یتیم نے دست سوال بڑھایا۔ اسے بھی اٹھا کر اس کی نظر کیا۔ اسی طرح تیسرا حصہ بھی جو بچ رہا تھا پکنے کے بعد ایک مشرک قیدی کی نظر ہوگیا اور یہ مرد خدا رات بھر کی مشقت کے باوجود دن کو فاقہ مست رہا۔''

(ایضاً ص۳۶۰)

ایسا آدمی جب کبھی بھی ملک اور قوم کی تکیل تھامے گا اس سے ''خیر'' کے سوا ''شر'' نہیں ہوسکتا۔

آپ کو سن کر حیرت ہوگی کہ حضرت علیؓ نے ابن ملجم کے ساتھ بھی حسن سلوک کی وصیت فرمائی تھی جو آپ کا سب سے بڑا دشمن اور قاتل تھا۔ ارشاد فرمایا کہ: ''اس سے معمولی طور پر قصاص لینا۔ مثلہ نہ کرنا۔''

طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب وہ آپ کے سامنے لایا گیا تو فرمایا کہ: ''اس کو اچھا کھانا کھلاؤ۔ اس کو نرم بستر پر سلاؤ۔'' (ایضاً ص۳۶۴)

ایک اور واقعہ سنا کر اس داستان کو ختم کرتے ہیں۔ حضرت مولانا حاجی معین الدین یہ واقعہ ''ازالۃ الخفاء'' للشاہ ولی اللہ دہلوی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ: ''حضرت معاویہؓ نے ضرار اسدی سے کہا کہ مجھ سے حضرت علیؓ کے اوصاف بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ امیرالمومنین! اس سے مجھے معاف فرمایئے۔ حضرت معاویہؓ نے اصرار کیا۔ ضرار بولے کہ اگر اصرار ہے تو سنئے۔ وہ بلند حوصلہ اور نہایت قوی تھے۔ فیصلہ کن بات کہتے تھے۔ عادلانہ فیصلہ کرتے تھے۔ ان کے ہر جانب سے علم کا چشمہ پھوٹتا تھا۔ ان کے تمام اطراف سے حکمت ٹپکتی تھی۔ دنیا کی دلفریبی اور شادابی سے وحشت کرتے۔ رات اور رات کی وحشت ناکی سے انس رکھتے تھے۔ بڑے رونے والے تھے اور بہت زیادہ غور وفکر کرنے والے تھے۔ جھوٹا لباس اور موٹا کھانا پسند تھا۔ ہم میں بالکل ہماری طرح رہتے تھے۔ جب ہم ان سے سوال کرتے تو وہ ہمارا جواب دیتے تھے اور جب ہم ان سے انتظار کی درخواست کرتے تو وہ ہمارا انتظار کرتے تھے۔ باوجودیکہ اپنی خوش خلقی سے ہم کو اپنے قریب کر لیتے تھے اور وہ خود ہم سے قریب ہوجاتے۔ لیکن اس کے باوجود خدا کی قسم ان کی ہیبت سے ہم ان سے گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ وہ اہل دین کی عزت کرتے تھے۔ غریبوں کو مقرب بناتے تھے۔ ان کے انصاف سے ضعیف ناامید نہیں ہوتا تھا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے ان کو بعض معرکوں میں دیکھا کہ رات گزر چکی ہے۔ ستارے ڈوب چکے ہیں اور وہ اپنی داڑھی پکڑے ہوئے ایسے مضطرب ہیں جیسے مار گزیدہ مضطرب ہوتا ہے اور اس حالت میں وہ غمزدہ آدمی کی طرح رورہے ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ: ''اے دنیا! مجھ کو فریب نہ دے۔ دوسرے کو دے۔ تو مجھ سے چھیڑ چھاڑ کرتی ہے یا میری مشتاق ہوتی ہے۔ افسوس! افسوس! میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں۔ جس سے رجعت نہیں ہوسکتی۔ تیری عمر کم اور تیرا مقصد حقیر ہے۔ آہ! زادراہ کم اور سفر دور دراز کا ہے۔ راستہ وحشت خیز ہے۔''

یہ سن کر حضرت معاویہؓ رو پڑے اور فرمایا کہ: ''خدا ابوالحسن (علیؓ) پر رحم کرے۔ خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔''

۲۰ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو ابن ملجم نے زہر بجھی تلوار آپ کو ماری اور اسی روز جمعۃ المبارک کی رات کو آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ رضی اللہ عنہ!

حضرت عمرو بن العاصؓ!

مولانا محمد یامین قاسمی

حضرت عمرو بن العاصؓ ایک الوالعزم بلند حوصلہ، جلیل القدر صحابیؓ تھے۔ جن اسلامی مجاہدین نے ملک شام فتح کیا، ان میں آپؓ کا نام بھی قابل ذکر ہے۔ اسلامی سیاست وبصیرت پر آپؓ کو پوری طرح عبور حاصل تھا۔ براعظم افریقہ میں اسلامی فکر وعقیدہ کی بنیاد پر عربی تہذیب وتمدن کا قلعہ تعمیر کر کے اس پر قرآنی ثقافت کا پرچم آپؓ ہی نے لہرایا۔ مصر کو فتح کرنے کے بعد اپنی مؤمنانہ فراست سے عدل ومساوات کا ایسے پرکشش انداز سے نفاذ فرمایا کہ مصر کی غیر مسلم اقلیت متاثر ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوئی۔ اسلام لانے کے بعد آپؓ نے اپنی سپاہیانہ صلاحیتوں کے وہ جوہر دکھائے کہ مصر، لیبیا، سوڈان وغیرہ جیسے غیر عربی وغیر اسلامی ملکوں کو اسلامی ملکوں میں تبدیل کر دیا۔ صحابہ کرامؓ کی جماعت میں آپؓ نہایت قابل اعتماد شخصیت کے مالک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اپنی زندگی ہی میں آپؓ کو عمان کا حاکم مقرر فرمایا۔ وفات رسول ﷺ تک حضرت عمرو بن العاصؓ اسی منصب پر قائم رہے۔ خلیفہ اوّل سیدنا صدیق اکبرؓ اور خلیفہ ثانی حضرت فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں بھی اسی گورنری کے عہدہ پر برقرار رہے۔ رسول خدا ﷺ کی وفات کے بعد ارتداد کا فتنہ رونما ہوا تو بنو قضاعہ کی سرکوبی کے لئے آپؓ کو روانہ کیا گیا۔ آپؓ نے ان سے مقابلہ کیا اور بڑی خوبی وحسن تدبیر کے ساتھ ان کو پھر سے اسلام کی دعوت دی۔ آنحضور ﷺ نے آپؓ کو ''مؤمن کامل'' کے عظیم خطاب سے نوازا اور اللہ ان سے راضی ہوئے۔

آپ کا اسم گرامی عمرو کنیت ابوعبداللہ اور ابومحمد ہے۔ والد کا نام عاص اور والدہ کا نام نابغہ تھا۔ آپؓ ایک معزز خاندان کے فرد تھے کہ زمانہ جہالت میں مقدمات کے فیصلے آپؓ ہی کے خاندان کے لوگ کیا کرتے تھے۔

قبول اسلام

حضرت عمرو بن العاصؓ فتح مکہ سے پہلے ۵ھ میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق جس کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ آپؓ فتح مکہ سے ایک سال یا دو سال پہلے اسلام لائے۔ آپؓ کا شمار فتح مکہ سے پہلے ایمان لانے والے صحابہ کرامؓ کی صف اوّل میں ہے۔ ابن الملک کہتے ہیں کہ جس وقت مسلمان ہجرت کر کے حبشہ گئے ہیں۔ اسی وقت سے عمرو بن العاصؓ کے دل میں ایمان کی دولت چمک اٹھی تھی۔ گو اس وقت انہوں نے مسلمانوں کی سختی کے ساتھ مخالفت کی۔ چنانچہ بعد میں غزوہ خندق کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے۔

''وقع الاسلام فی قلبه فی الحبشة حین اعترف النجاشی تنبوعة ما قبل الیٰ رسول اللہ ﷺ مؤمنا من غیران یدعوه احد الیه فجاء المدینة فامن'' ﴿حبشہ میں ہی ان کے دل میں اسلام جاگزیں ہوگیا تھا۔ جس وقت نجاشی نے آنحضور ﷺ کی نبوت کا اعتراف کیا۔ چنانچہ وہ رسول خدا ﷺ

کے پاس آئے۔ایمان لانے کے لئے اور آپ کسی کی دعوت کے بغیر ایمان لائے ہیں۔﴾

مزاج کے اعتبار سے آپؓ نہایت سخت تھے۔ جب تک اسلام نہیں لائے تو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں پیش پیش رہے۔حضرت عمرو بن العاصؓ خود بھی اپنی اس کیفیت کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

’’انی کنت علیٰ اطباق ثلاث لقد رائیتنی وما احد اشد بغضاً لرسول اللہ ﷺ منی ولا احب الیّ من ان اکون قد استمکنت منہ فقتلہ فلومت علیٰ تلک الحال لکنت من اھل النار (صحیح مسلم)‘‘ ﴿میری زندگی کے تین حصے ہیں۔ایک تو یہ کہ مجھ سے زیادہ رسول خدا ﷺ سے بغض رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔میں ہر وقت اس فکر میں رہتا تھا کہ جب بھی موقع پاؤں تو (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کو قتل کردوں۔اگر میری موت اس حالت میں ہوجاتی تو میں دوزخیوں میں سے ہوتا۔﴾

حضرت عمرو بن العاصؓ کے اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اسلام لانے سے قبل کس قدر اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی پر آمادہ رہتے تھے۔لیکن جب اسلام کی دولت سے مالا مال ہوگئے تو پھر ان کی یہی کیفیت اور مزاجی سختی اسلام کے لئے کام آئی۔اپنے اسلام لانے کے واقعہ کو آپ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

’’فلما جعل اللہ الاسلام فی قلبی اتیت النبی ﷺ فقلت ابسط یمینک فابایعک فبسط یمینہ فقبضت یدی فقال مالک یا عمر وقلت اردت ان اشترط قال تشترط ماذا قلت ان یغفرلی قال اما علمت ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ وان الھجرۃ تھدم ماکان قبلھا وان الحج یھدم ماکان قبلہ وما کان احد احب الیّ من رسول اللہ ﷺ ولا اجل فی عینی منہ وما کنت اطیق انا املاء عینی منہ اجلا لاً لہ ولو سئلت ان اصفہ ما اطقت لانی لم اکن املاء عینی عنہ ولومت علیٰ تلک الحال لرجوت ان اکون من اھل الجنۃ (صحیح مسلم)‘‘ ﴿جب اللہ نے مجھے ایمان کی توفیق عطاء فرمائی تو میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے عرض کیا۔اپنا ہاتھ بڑھایئے تا کہ میں بیعت کروں۔آپ نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا تو میں نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔آنحضور ﷺ نے فرمایا عمروؓ تمہیں یہ کیا ہوگیا ہے؟ میں نے عرض کیا میری ایک شرط ہے۔آپ نے وہ شرط دریافت فرمائی تو میں نے کہا کہ میرے پچھلے گناہوں کو معاف کرادیجئے۔آپ نے فرمایا کہ اے عمروؓ! تمہیں معلوم نہیں کہ اسلام پچھلے تمام گناہوں کو منہدم کردیتا ہے اور حج (بھی) تمام پچھلے گناہوں کو ختم کردیتا ہے اور ہجرت (بھی) پچھلے تمام گناہوں کو مٹادیتی ہے اور میری نظر میں آپؐ سے زیادہ بڑھ کر کوئی بڑا نہیں تھا۔مجھ میں آپؐ کی جلالت کی وجہ سے ہمت نہیں تھی کہ میں اپنی آنکھوں کو آپؐ کے دیدار سے سیر کرسکوں۔(حضرت عمرو فرماتے ہیں کہ) اگر تم مجھ سے آپؐ کے اوصاف دریافت کرو تو میں بیان نہیں کرسکتا۔کیونکہ میں نے کبھی آپ ﷺ کو سیر ہوکر نہیں دیکھا۔اس کے بعد فرماتے ہیں اگر میں اس حالت پر مروں تو امید ہے کہ میں جنتی ہوں گا۔﴾

چنانچہ عمرو بن العاصؓ جس طرح زمانہ جاہلیت میں ایک معزز خاندان کے فرد ہونے کی وجہ سے عظیم شان وشوکت کے مالک تھے۔اسلام قبول کرنے کے بعد بھی آپؓ نے وہ ساری طاقت اور زور اسلام کی خدمت میں خرچ

کیا۔ محبت رسول ﷺ کا اندازہ مذکورہ حدیث سے صاف ظاہر ہے۔ آپؓ کے دل میں آنحضور ﷺ کی عظمت وہیبت اور جلالت وبزرگی اس طرح گھر کئے ہوئے تھی کہ کبھی آپ کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرأت نہیں کی۔

اسلامی خدمات

اسلامی خدمات اور جنگی فتوحات آپ کی زندگی کا نمایاں باب ہے۔ رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں متعدد سرایا۔ آپ کی سرکردگی میں روانہ کئے گئے۔ آپ کی جرأت وبہادری بے مثال ہے۔ عزم واستقلال کے آپؓ کوہ گراں تھے۔ آپؓ نے بڑے بڑے ملکوں کو فتح کیا۔ اگر ایک طرف اسلامی افواج کے جرنیل حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت اور ان کے جنگی مشوروں پر اپنی تلوار کے جوہر دکھائے اور غزہ، یافہ، یرموک کی لڑائیوں میں اپنی جرأت مندانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تو دوسری طرف ''امین امت'' حضرت ابوعبیدہؓ کی معیت وہمرکابی میں شام وایران، روم وقادسیہ کی جنگوں میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ جن سے آج بھی تاریخ کے اوراق مزین ہیں۔

حضرت عمرو بن العاصؓ چونکہ ایک تاجر گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اسلام لانے سے قبل بغرض تجارت مختلف ملکوں میں جانا ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ تجارت ہی کی غرض سے مصر آئے تو وہاں کی زرخیزی وشادابی اور دولت وثروت کے مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظمؓ جب باشندگان بیت المقدس کی دعوت پر شام تشریف لے گئے تو آپؓ کو مصر کا وہ سارا نقشہ یاد آ گیا اور آپؓ نے امیر المؤمنین سے مصر پر فوج کشی کی اجازت چاہی۔ اولاً حضرت عمرؓ نے احتیاطاً منع فرمادیا۔ مگر آپؓ کے پیہم اصرار پر اس شرط کے ساتھ فوج کشی کی اجازت دے دی کہ اگر مصر میں داخل ہونے سے قبل تمہیں میرا کوئی امتناعی خط مل جائے تو واپس ہو جانا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ چار ہزار مجاہدین کے ساتھ مصر کی طرف روانہ ہوگئے۔ مجاہدین کی یہ فوج جو صرف چار ہزار کی تعداد میں تھی۔ بظاہر اس کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ اس لئے حضرت عمر فاروقؓ نے فوج کو روانگی کا حکم دیتے ہوئے حضرت عمرو بن العاصؓ کے حق میں اللہ سے یہ دعاء فرمائی:

''میں اللہ سے دعاء کرتا ہوں کہ اس کی حفاظت واعانت تمہارے ساتھ رہے۔ انشاء اللہ تمہارے پاس میرا خط پہنچے گا۔ اگر وہ حدود مصر میں داخل ہونے سے پہلے تمہیں مل جائے تو واپس چلے آنا اور اگر مصر میں داخل ہو چکے ہو تو خدا سے نصرت وامداد کی دعاء کرنا اور آگے بڑھنا۔''

حضرت عثمانؓ کو جب معلوم ہوا کہ چار ہزار مجاہدین کی فوج عمرو بن العاصؓ کی سرکردگی میں مصر کی طرف روانہ ہو چکی ہے تو آپؓ نے اندیشہ ظاہر فرمایا تو حضرت عمرؓ نے ایک امتناعی خط لکھ کر قاصد کو حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس روانہ کردیا۔ قاصد نے ''رفح'' اور ''عریش'' کے درمیان آپؓ کو دربار خلافت کا فرمان دیا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے مجاہدین کو حضرت عمرؓ کا خط پڑھ کر سنایا اور پوچھا کہ یہ مقام کس سرزمین میں واقع ہے۔ جواب ملا کہ مصر میں۔ فرمایا کہ امیر المؤمنین کا حکم تھا کہ اگر مصر میں داخل ہونے سے پہلے تمہیں میرا خط مل جائے تو واپس چلے آنا۔ لیکن اب تو ہم مصر میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس لئے ہمیں آگے بڑھنا چاہئے اور خدا سے نصرت ومدد طلب کرنا چاہئے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ سب سے پہلے مصر کے سرحدی مقام ''عریش'' کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہاں مصریوں کی طرف سے اسلامی مجاہدین کی کوئی مزاحمت نہیں کی گئی۔ یہاں سے مجاہدین ''فرما'' کی طرف بڑھے۔ یہ ایک پرانا شہر تھا۔ یہاں قلعہ اور گرجا وغیرہ کی شاندار عمارتیں تھیں اور رومی فوج بھی رہتی تھی۔ آپ نے اس شہر کا محاصرہ کیا۔ ایک مہینہ تک جنگ کا سلسلہ چلتا رہا۔ بالآخر شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔ اس کے بعد آپ نے مصر کے دوسرے چھوٹے بڑے شہروں کی طرف رخ کیا اور جدھر قدم اٹھایا کامیابی ان کے ہمرکاب رہی۔ چنانچہ ''فرما'' کے بعد بلبیس پر حملہ آور ہوئے۔ جس میں ایک ہزار رومی مارے گئے۔ تین ہزار گرفتار ہوئے اور مسلمانوں کو کامل فتح حاصل ہوئی۔

''بلبیس'' کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے ''ام وتین'' کی طرف پیش قدمی کی اور کئی ہفتے لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر ایک روز حضرت عمرو بن العاصؓ نے پورے جوش وولولہ کے ساتھ شہر پر حملہ کر کے شہر کو فتح کر لیا۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے ۲۰ھ میں بابلیوں کا محاصرہ کیا۔ رومی قلعہ بند ہوکر لڑ رہے تھے۔ مسلمانوں کے پاس قلعہ شکنی کے آلات نہ تھے۔ اس لئے محاصرہ طویل ہوگیا اور اسی حالت میں کئی مہینے گزر گئے اور کامیابی کی کوئی صورت نہ ہوئی تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے دارالخلافہ خط لکھ کر فوجی مدد طلب کی۔ حضرت عمرؓ نے فوراً ایک فوج روانہ کی۔ جس میں حواری رسولؐ حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت عبادہ بن الصامتؓ، حضرت مقداد بن الاسودؓ اور حضرت مسلمہ بن مخلدؓ جیسے جلیل القدر اور ممتاز صحابہؓ تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کے بارے میں لکھا تھا کہ یہ چار بزرگ وہ ہیں کہ ان میں کا ہر ایک ایک ہزار سواروں کے برابر ہے۔

محاصرہ کی مدت بڑھتی جارہی تھی اور قلعہ ابھی تک فتح نہیں ہوا تھا۔ آخرکار ایک روز حضرت زبیر بن العوامؓ قلعہ کی فصیل سے سیڑھی لگا کر ننگی تلوار لئے اوپر چڑھ گئے اور اپنی جان پر کھیل کر قلعہ کے دروازہ تک پہنچ گئے اور باوجود رومی فوج کی مزاحمت کے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ پھر کیا تھا جو مسلمانوں کی فوج باہر کھڑی تھی قلعہ میں داخل ہوگئی۔ رومی سپہ سالار نے گھبرا کر حضرت عمرو بن العاصؓ سے صلح کی درخواست کی۔ جسے آپ نے منظور فرمالیا۔ بابلیوں کے قلعہ پر سات مہینہ تک محاصرہ جاری رہا۔ آخرکار مسلمانوں نے اسے فتح کر لیا۔

فتح اسکندریہ

بابلیوں کو فتح کر کے حضرت عمرو بن العاصؓ نے اسکندریہ جو کہ رومیوں کا سب سے بڑا شہر تھا۔ اسے عیسیٰ علیہ السلام سے ۳۳۲ سال قبل سکندر اعظم نے آباد کیا تھا، کی طرف پیش قدمی کی۔ اس لڑائی میں مقدمتہ الجیش کے سپہ سالار حضرت عمرو بن العاصؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ تھے۔ اسلامی فوج کا پرچم عمرو بن العاصؓ کے غلام کے ہاتھ میں لہرا رہا تھا۔ مسلمانوں کی فوج بارہ ہزار سے کچھ زیادہ تھی اور عیسائیوں کی تعداد پچاس ہزار سے بھی بڑھ کر تھی اور جنگ شروع ہوگئی۔ مسلمان روزانہ شہر کی فصیلوں پر حملہ آور ہوتے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ ایک ہاتھ میں ننگی تلوار لئے اور ایک ہاتھ میں اسلامی جھنڈا سنبھالے ہمیشہ سب سے آگے رہتے۔ اس طرح مقابلہ کا سلسلہ چلتا رہا۔ لیکن فتح وشکست کا کوئی فیصلہ نہیں ہو پا رہا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ، اسکندریہ کی جنگ کی فتح کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے اور آپ نہایت مضطرب و پریشان تھے۔ چنانچہ آپ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کے نام ایک خط لکھا۔ جس میں لکھا تھا کہ جس دن تمہیں میرا خط پہنچے، تمام فوج کو جمع کر کے جہاد پر خطبہ دینا اور نہایت چابکدستی سے حملہ کرنا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے مکتوب خلافت تمام مجاہدین کو پڑھ کر سنایا اور ایک جوشیلی تقریر کی۔ جس سے بجھے ہوئے جوش پھر سے تازہ ہوگئے۔ آپ نے حضرت عبادہ بن الصامتؓ کو بلایا اور کہا کہ اپنا نیزہ مجھے دیجئے۔ خود سر سے عمامہ اتارا اور نیزہ پر لگا کر ان کے حوالہ کیا اور کہا کہ یہ سپہ سالار کا علم ہے اور آج آپ سپہ سالار ہیں۔ حضرت زبیر بن العوامؓ اور مسلمہ بن مخلدؓ کو فوج کا ہراول مقرر کیا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کی اس فوجی حکمت عملی اور خدائی نصرت کے نتیجہ میں اس طرح حملہ ہوا کہ شہر فتح ہوگیا اور قلعہ پر اسلامی پرچم لہرانے لگا اور انہوں نے حضرت معاویہؓ بن خدیج کو مامور کیا کہ جتنی جلدی ہو سکے حضرت امیر المؤمنین کو فتح کی خوشخبری دی جائے۔

اسلام کے ایک بہادر سپاہی سیاست اسلامی کے عظیم جرنیل اور جماعت صحابہؓ میں ایک بیدار مغز مدبر فاتح مصر حضرت عمرو بن العاصؓ کی زندگی کا یہ ایک ہلکا سا نقش ہے۔ جس سے ان کی بے مثال عظیم قربانیوں کا پتہ چلتا ہے۔

وفات

جب ساعت مرگ قریب آئی تو رونے لگے۔ ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ نے پوچھا کہ آپ روتے کیوں ہیں، کیا موت کا ڈر ہے؟ آپؓ نے فرمایا خدا کی قسم موت کے ڈر سے نہیں بلکہ موت کے بعد پیش آنے والے واقعات کے خوف سے روتا ہوں۔ صاحبزادہ نے تسلی تشفی کے لئے کہا اے پدر محترم! آپؓ زندگی بھر اعمال صالحہ کرتے رہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کی صحبت پاک کا شرف آپؓ کو حاصل ہوا اور خدا کی راہ میں آپؓ نے مصر و شام میں جہاد کئے اور فتوحات حاصل کیں اور اس کے بعد آپؓ کے لئے خوف کا کیا مقام ہے۔ پدر بزرگوار نے بیٹے کی باتیں خاموشی سے سنیں اور سنجیدگی سے فرمایا تم نے اتنی چیزوں کا ذکر کیا۔ لیکن ایک چیز کو چھوڑ دیا۔ جو ان سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ یعنی شہادت ''لا الٰہ الا اللہ'' (اسد الغابہ)

جس روز انتقال ہوا تو بہت سی وصیتیں فرمائیں۔ آپؓ نے وصیت کی کہ: ''فاذا دفنتمونی فسنوا علیٰ التراب سناثم اقیموا حول قبری قدرمایتم الجزو دو یقسم لحمہ حتیٰ استانس بکم وانظر ماذا ارجع رسل ربی (صحیح مسلم)'' ﴿جب تم مجھے دفن کر چکو تو میرے اوپر مٹی برابر کر دینا اور اتنی دیر تم لوگ کھڑے رہنا جب تک ایک جانور ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم ہو جائے تاکہ میں تمہاری وجہ سے مانوس ہو جاؤں اور یہ غور کرلوں کہ اپنے رب کے قاصدوں کو کیا جواب دوں۔﴾

اس کے علاوہ آپؓ نے اور بھی وصیتیں کیں کہ میرے مرنے کے بعد کوئی عمل خلاف شریعت نہ کرنا۔ اس کے بعد دعاء میں مشغول ہوگئے اور کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ'' زبان پر جاری تھا کہ نوے سال کی عمر میں جان جان آفرین کے سپرد کی۔ یکم شوال ۴۳ھ کو بعد نماز عید الفطر آپ کے صاحبزادہ حضرت عبداللہؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

''فرضی اللہ عنہ وارضی عنہ''

صبر اور اس کی جزا!

مولانا محمد نذر عثمانی

مرض اور بیماری کی آزمائشوں سے عام طور پر کوئی بھی محفوظ نہیں اور جو اس حالت میں صبر کرتا ہے اسلام اس کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ قرآن کریم میں حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر نمونہ کے طور پر بیان ہوا ہے۔ ان کے اندر حالت مرض میں صبر کی بے پناہ طاقت اللہ نے بھر دی تھی۔ اسی لئے صبر ایوب ضرب المثل بن گیا۔ بقول شاعر ترجمہ عربی .... حضرت ایوب کا صبر پریشانی زیادہ ہونے کے وقت ہمارے لئے نمونہ ہے۔ جس میں ہمارے لئے پناہ گاہ ہے۔ جس کے نور سے پریشانی ختم ہو جاتی ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے علاوہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے لخت جگر حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق پر بیحد صدمہ پہنچا۔ جن سے ان کی صحت متاثر ہوئی اور روتے روتے بینائی ختم ہوگئی۔ مگر انہوں نے صبر سے کام لیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے لقمہ بنا دیا۔ پھر ایک کنارے پر ان کو اگل دیا۔ اس وقت وہ بے حد نحیف وکمزور تھے۔ مگر وہ صبر سے کام لیتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں طاقت لوٹا دی۔

دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح خود رسالت مآب ﷺ کی زندگی، تمام لوگوں کے لئے صبر کے میدان میں بھی بہت اعلیٰ اور عمدہ نمونہ اور مشعل راہ ہے۔ حضرت ابو سعیدؓ نے سوال کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ من اشد الناس بلاء سب سے سخت آزمائش کس کی ہوتی ہے۔ فرمایا: ''الانبیاء'' انبیاء کی۔ پھر کس کی، فرمایا: ''العلماء'' پھر اہل علم کی۔ پوچھا پھر کس کی، فرمایا: ''الصالحون'' نیک بندوں کی۔ پھر فرمایا کہ پہلے لوگوں میں سے کسی پر جوئیں مسلط کر دی جاتی تھیں جو اسے مار ڈالتیں تھیں۔ کسی کو فقر میں مبتلا کر دیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اسے ایک عبا کے سوا کوئی لباس میسر نہ ہوتا تھا۔ ان کو آزمائش پر اتنی مسرت ہوتی تھی۔ جتنی تم کو نعمتوں اور عطیات پر ہوتی ہے۔ (رواہ ابن ماجہ ص ۵۹) اسی طرح کی آزمائش ہر طبقے پر اپنے اعمال یا درجات کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ جتنی مشقت ہوتی ہے اتنا ہی اس کا اجر ملتا ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ بخار میں تھے اور چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ میں نے چادر کے اوپر ہاتھ رکھا اور کہا اے اللہ کے رسول آپ کو کتنا سخت بخار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم پر اسی طرح سخت آزمائش آتی ہے اور دہرا اجر ملتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ تمام مسلمانوں کو حالت مرض میں صبر کی تاکید فرماتے تھے اور بیماری کو گناہوں سے پاکی کا ذریعہ اور ترقی درجات کا زینہ بتاتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت میں رسالت مآب ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ بلاشبہ اہل ایمان پر سختی کی جاتی ہے اور جس مسلمان کو کوئی چوٹ لگتی ہے۔ کانٹا چبھتا ہے درد ہوتا ہے اور وہ صبر کرتا ہے تو اللہ اسے اس کی خطاؤں کا کفارہ بنا دیتا ہے اور اس کے درجے بلند کر دیتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کی زندگیاں بھی اسی رنگ میں رنگی گئی تھیں۔ جس کی تربیت معلم انسانیت ﷺ نے فرمائی تھی۔

انہوں نے پورے صبر اور عزیمت وحوصلہ مندی کے ساتھ بیماری، تکلیف، بھوک، پیاس کی مشقت کا مقابلہ کیا۔ کبھی تکلیف کی شدت ان کو بے چین کر دیتی اور کبھی بھوک اور پیاس کی وجہ سے انہیں بے ہوشی آ لیتی۔ لیکن ان صحابہ کرامؓ کا صبر ہر لحاظ سے ممتاز تھا۔ دکھ، تکلیف، بھوک، پیاس میں سب کچھ برداشت کر لیتے تھے۔ حتیٰ کہ سات سات آدمی ایک ہی گٹھلی کھجور کو باری باری چوستے تھے تاکہ بھوک کی شدت میں کمی آ سکے۔ اس کے علاوہ ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ بھی نہ ہوتا تھا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک کالی عورت آپ ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ مجھے مرگی آتی ہے اور میرا بدن کھل جاتا ہے۔ آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاء کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تم کو جنت ملے اور چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کر دوں کہ تم کو عافیت عطاء فرمائے تو اس عورت نے کہا کہ میں صبر کروں گی۔ مگر آپ ﷺ اتنی میرے لئے دعاء کر دیجئے کہ میرا بدن نہ کھلے تو آپ ﷺ نے ان کے لئے دعاء فرمائی۔ تکلیف کے وقت صبر بہت کڑوا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کا نتیجہ میٹھا نکلتا ہے۔ اردو میں مثل مشہور ہے کہ: ''صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے'' کسی نے کہا ''الصبر امر من الصبر واحلی من الثمر'' صبر ایلوے سے زیادہ کڑوا اور پھل سے زیادہ میٹھا ہے۔

صبر اور شکر کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے ایک بہت ہی عمدہ گر بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو اور دین میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو۔ ایسا کرنے سے اللہ کی نعمتوں کی قدردانی ہوگی۔ (مشکوٰۃ المصابیح) جب کوئی شخص دوسروں کو دیکھے گا کوئی نابینا ہے کوئی لنگڑا ہے۔ کسی کے ہاتھ اور کسی کے پاؤں بھی نہیں اور اپنا حال ان سب سے بہتر ہے۔ اعضاء سب صحیح سالم ہیں۔ ضرورتیں بھی پوری ہو رہی ہیں۔ تو اللہ کا شکر دل سے ادا کرنے کی طرف متوجہ ہوگا۔ اگر انسان بصیرت کی آنکھوں سے چلے پھرے اور خلق خدا پر عبرت کی نظر ڈالے تو اپنے آپ کو بڑی آسانی سے صابر وشاکر بنا سکتا ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں ایک تو ہے صبر کرنا اور ایک ہے صبر آ جانا، تو ثواب صبر کرنے پر ملتا ہے۔ ایک خاتون اپنے بیٹے کی موت پر رو رہی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو صبر کی تلقین فرمائی۔ اس عورت نے کہا۔ آپ ﷺ کو کیا معلوم مجھے کیا مصیبت پہنچی ہے۔ جب آپ ﷺ تشریف لے گئے تو اس کو کسی نے متنبہ کیا کہ تو نے اللہ کے رسول ﷺ کو ایسا نامناسب جواب دیا۔ جب اس کو معلوم ہوگیا تو گھبرا گئی کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ایسا روکھا جواب دے دیا۔ چنانچہ وہ معذرت کرنے کے لئے در دولت پر حاضر ہوئی۔ اس کا خیال تھا کہ وہاں دربان ہوں گے۔ دیکھا تو وہاں کوئی ایک بھی دربان نہ تھا۔ جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ صبر وہی معتبر ہے جو صدمہ اولیٰ کے وقت ہو۔ (مشکوٰۃ)

مطلب یہ ہے کہ بعد میں صبر آ ہی جاتا ہے۔ جس وقت تازہ تازہ مصیبت ہو اس وقت نفس وزبان پر قابو پانا ہی اصل صبر ہے۔ حدیث شریف میں یہ بھی آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کسی کے لئے کوئی بلند مرتبہ لکھ دیا پھر اس کے عمل اس قابل نہ ہوئے کہ اس درجہ کو پہنچے، جو اسے دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دکھ تکلیف میں مبتلا فرما دیتے ہیں۔ پھر اس پر اسے صبر دیتے ہیں۔ پھر ان کے ذریعے اس کو اس درجہ میں پہنچا دیتے ہیں جو اس کے لئے لکھ دیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن کا عجیب حال ہے۔ ہر طرح اس کے لئے خیر ہے اور مؤمن کے علاوہ کسی کو یہ

بات حاصل نہیں۔ اگر اسے اچھی حالت پہنچ گئی تو اس نے شکر کیا۔ یہ اس کے لئے خیر ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچ گئی تو اس نے صبر کیا۔ یہ بھی اس کے لئے خیر ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۴۵۲)

ایک صحابی عورت کو بخار آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا بات ہے کپکپا رہی ہو۔ اس نے کہا اس کا برا ہو بخار چڑھ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا بخار کو برا نہ کہو وہ بنی آدم کے گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے۔ جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص۱۳۵)

حضرت زید بن ارقمؓ بیمار ہوئے۔ آپ ﷺ ان کی عیادت کے لئے آئے۔ فرمایا کہ یہ مرض تو ٹھیک ہو جائے گا۔ مگر میری وفات کے بعد جب تم اندھے ہو جاؤ گے اور لمبی عمر پاؤ گے تو کیا کرو گے۔ حضرت زیدؓ نے جواب دیا تب تو میں بہ نیت ثواب صبر کروں گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اذا تدخل الجنة بغیر حساب ‘‘ تب تم جنت میں بے حساب داخل ہو گئے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت زیدؓ کی بینائی ختم ہو گئی۔ مگر وہ تا زندگی صابر رہے۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ کے پیر کا کچھ حصہ جل گیا۔ جس کا کاٹنا ضروری ہو گیا۔ حکیموں نے پیر کاٹنے سے پہلے بے ہوش کرنا چاہا مگر عروہؓ اس پر آمادہ نہ ہوئے۔ کچھ لوگ ان کو پکڑنے اور تھامنے کے لئے آئے تاکہ پیر کے کٹتے وقت وہ حرکت نہ کریں۔ مگر اس سے بھی منع کر دیا اور ہوش وحواس کے عالم میں پیر کٹوا دیا۔ ان کی زبان پر تسبیح وذکر کا ورد جاری تھا۔ آپریشن ختم ہونے کے بعد حضرت عروہؓ نے فرمایا: ’’لقد لقینا من سفرنا ھذا نصبا ‘‘ اس سفر میں بڑی مشقت اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر کٹا ہوا پیر اپنے ہاتھ میں لے کر اسے مخاطب کیا کہ اللہ، خوب جانتا ہے کہ میں تمہارے ذریعے کسی حرام کی طرف کبھی نہیں چلا۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ حج کرنے کے لئے آئے۔ قربانی کرنے کے بعد حجام سے حجامت بنوانے کی بات کی۔ لیکن جس وقت اس نے بال کاٹنے شروع کئے اسی وقت ایک مالدار آدمی آیا جو اس کو ایک دینار اجرت دینے پر تیار تھا اور اس نے کہا کہ میری حجامت بنا دو پیسے کی لالچ میں وہ ابراہیم بن ادھمؒ کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جب اس سے فارغ ہوا تو پھر ان کی طرف آیا۔ ابھی تھوڑے ہی بال کاٹے تھے کہ ایک اور صاحب دینار آ گیا اور وہ حجام ان کو چھوڑ کر پھر اس کے بال کاٹنے میں مشغول ہو گیا۔ غرض پانچ چھ مرتبہ یہ قصہ پیش آیا تو آخر کسی نہ کسی طرح حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کے بال کاٹ کر فارغ ہوا تو انہوں نے مزدوری دگنی دی اور وہ یہ دیکھ کر بہت شرمندہ اور حیران ہوا کہ میں نے تو ان کو پریشان کیا اور حقیر سمجھ کر دوسروں کی طرف متوجہ ہوتا رہا۔ اس نے پوچھا اے درویش آپ مجھے دو چند اجرت کیوں دے رہے ہیں۔ میں نے طمع دنیاوی اور اہل دنیا کے خوف سے آپ کی حق تلفی کی۔ مجھے تو آپ سے کچھ بھی ملنے کی امید نہ تھی۔ اگر دینا ہے تو اتنا دیں جتنا سب دیتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؒ نے جواب دیا اجرت تو حق محنت کی ہے اور زیادتی اس بات کی ہے جب تم مجھے چھوڑ کر کسی مالدار کی حجامت بنانے کے لئے جاتے تھے تو میرے نفس میں شدید غصہ اور اشتعال پیدا ہوتا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ تم کو کچھ کہہ دیں۔ لیکن میں نے اپنے نفس کو شکست دینے کے لئے صبر سے کام لیا اور صابرین کا درجہ بہت بڑا ہے اور یہ سب مجھے تمہاری بدولت حاصل ہوا۔ اس لئے درحقیقت تم میرے دوست ہو، آج ہر مؤمن سوچ لے اگر دنیا کے مصائب نہ ہوتے تو ہم آخرت میں خالی ہاتھ اور مفلس ہوتے۔

قاری خبیب احمد عمرؒ کا وصال!

مولانا اللہ وسایا

مولانا قاری خبیب احمد عمر یکم رمارچ ۲۰۰۹ء بروز اتوار انتقال فرماگئے۔"اناللہ وانا الیہ راجعون" چٹا گورا رنگ، دراز قد، خوبصورت سفید چمکیلی داڑھی، کھلا چہرہ، عقابی آنکھیں، سفید اجلا لباس، صورت وسیرت کے حسین وجمیل، مرد مجاہد، حضرت مولانا قاری خبیب احمد عمر، جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جہلم اور اس سے وابستہ کئی شاخوں کے مہتمم برمنگھم میں انتقال فرماگئے۔ ۳رمارچ کو ان کا جنازہ جہلم میں ہوا اور اپنے گاؤں میں والا گرامی حضرت مولانا عبداللطیف جہلمیؒ کے پہلو میں میں دفن کردیئے گئے۔

مولانا قاری خبیب احمد صاحب، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر کے داماد اور مولانا زاہد الراشدی کے بہنوئی تھے۔ قاری صاحب کے تمام صاحبزادگان دینی تعلیم کے شناور ہیں۔ بڑے صاحبزادہ قاری ابوبکر صدیق کو آپ کا جانشین مقرر کیا گیا۔ آپ کا جنازہ خدام اہل سنت کے سربراہ حضرت مولانا قاضی محمد ظہور الحسین اظہر نے پڑھایا۔ جید اکابر، علماء، وطلباء آپ کے شاگردان، ومتعلقین اور علاقہ کے عوام نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ مولانا قاری خبیب احمد صاحب جامع نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے فارغ التحصیل تھے۔ اس وقت جامع نصرۃ العلوم کے استاذ الحدیث حضرت مولانا قاری عبدالقدوس قارن آپ کے ہمدرس ہیں۔

قاری خبیب احمد صاحب نے آج سے دس سال قبل اپنے والد گرامی کے جانشین کے طور پر جامعہ حنفیہ اور خدام اہل سنت کی جماعتی ذمہ داریوں کو سنبھالا اور حق یہ ہے کہ والد گرامی کی جانشینی کا حق ادا کردیا۔ اپنے والد گرامی کی طرح ملک عزیز کی دیگر دینی جماعتوں کی طرح وہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کو عزت واحترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ملتان گذشتہ سال دفتر مرکزیہ تشریف لائے۔ آپ کے احترام میں استقبالیہ ترتیب دیا گیا۔ اس میں شرکت فرمائی۔ لائبریری میں گھنٹہ بھر کتابوں سے جی بہلاتے رہے۔ ہر سال جامعہ کے جلسہ میں مجلس کے نمائندہ کو ضرور بلاتے۔ پاسپورٹ میں خانہ مذہب کی بحالی کے لئے اپنے جامعہ میں کانفرنس کرائی۔ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں شرکت سے ممنون احسان فرماتے۔ اس وقت ان کا وجود بہت غنیمت تھا۔ انہوں نے اپنے والد گرامی کے تمام حلقہ کی خوب قیادت ورہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔

موصوف بھرپور محنتی اور جفاکش عالم دین تھے۔ آپ کو اللہ رب العزت نے بہت ہی خوبیوں سے سرفراز کیا تھا۔ وہ عظمت اہل بیتؓ وحضرات صحابہ کرامؓ وعقیدہ توحید وختم نبوت کے بہترین خطیب تھے۔ قرآن مجید کی بہت ہی خوبصورت تلاوت کرتے تھے۔ ہر سال برطانیہ کے طول وعرض میں وعظ وتبلیغ کی مجلسوں کو رونق بخشتے۔ اس وقت بھی برطانیہ کے سفر پر تھے۔ بخار ونمونیہ میں مبتلا ہوئے۔ سانس کا نظام بہت متاثر ہوا۔ ہسپتال لے جائے گئے۔ لیکن اجل کی آمد نے تمام ڈاکٹری کوششوں کی ایک نہ چلنے دی۔ حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین!

حاجی معراج دینؒ کی رحلت!

مولانا اللہ وسایا

۲۴/فروری ۲۰۰۹ء بروز منگل رات ۲ بجے حاجی معراج دینؒ ملتان میں رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حاجی معراج دین صاحب گورداسپور قصبہ مسانیاں کے رہنے والے تھے۔ مسانیاں قادیان کے جوار میں واقع ہے، مسانیاں وہ جگہ ہے کہ جب مرزا محمود قادیانی نے اپنے آقایان ولی نعمت انگریز کے قدموں پر سجدہ ریز ہوکر حضرت امیر شریعتؒ کے قادیان میں داخلہ پر پابندی لگوادی، کئی بار ایسے ہوا، تب احرار رہنما جناب ماسٹر تاج الدین انصاریؒ نے پابندی کی مدت ختم ہوتے ہیں امیر شریعتؒ کا مسانیاں میں جلسہ رکھ دیا۔

گردونواح اور خود قادیان کے بہت سارے مسلمان مسانیاں میں حضرت امیر شریعتؒ کے بیان سے مستفیض ہوئے۔ ماسٹر تاج الدین انصاریؒ نے گاڑی والے سے کہہ کر بٹالہ جانے کے لئے سیدھے راستہ جانے کی بجائے قادیان کا راستہ اختیار کیا۔ بغیر ارادہ وخبر کے حضرت امیر شریعتؒ قادیان پہنچ گئے۔ ماسٹر صاحبؒ نے فوری منادی کراکر مسجد میں حضرت امیر شریعتؒ کا بیان کراکر بٹالہ بجھوادیا۔ مرزا محمود قادیانی کا یہ پروپیگنڈا کہ حضرت امیر شریعتؒ قادیان میں آئے تو امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوجائے گا، وہ پادرہوا ہوا، انگریز حکومت کے لئے حضرت امیر شریعتؒ کے قادیان میں داخلہ پر پابندی کا جواز باقی نہ رہا۔ حاجی معراج دینؒ نے اسی مسانیاں میں آنکھ کھولی۔ قادیان کے جوار میں ہونے کی وجہ سے قادیانی فتنہ سے آگاہی حاجی صاحب کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔

تقسیم کے بعد ملتان آکر آباد ہوئے تو حضرت امیر شریعتؒ اور مجاہد ملت حضرت جالندھریؒ سے برابر رابطہ رہا، ہر جلسہ میں طبعی مناسبت کی وجہ سے شریک ہوتے، پیر طریقت حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ، مسکین پور شریف کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالغفور مدنیؒ سے بیعت کا تعلق ہوا، ان کے انتقال کے بعد ان کے خلیفہ مولانا سیّد محمد عبداللہ شاہ کراچی والوں سے بیعت کا رشتہ جوڑا، سیّد محمد عبداللہ شاہ صاحب نے مسکین پور خانقاہ شریف میں قائم مدرسہ تعلیم القرآن کی نگرانی ملتان کے حاجی اصغر علی مرحوم اور حاجی معراج دین مرحوم کے سپرد کی۔ حاجی اصغر علی مرحوم کے بعد اکیلے حاجی معراج دینؒ نے اس ذمہ داری کو بھرپور نبھایا۔ متذکرہ دونوں حضرات کا تبلیغی جماعت سے گہرا تعلق تھا۔ حاجی معراج دینؒ نے متعدد مساجد بنوائیں، تعلیم الاسلام گورنمنٹ ہائی اسکول چناب نگر کی مسلم مسجد حاجی صاحبؒ نے اپنی نگرانی میں بنوائی، بنیادی طور پر آپ الیکٹرک کے شعبہ سے تعلق رکھتے تھے۔ نشتر ہسپتال ملتان کا عرصہ تک الیکٹرک کا شعبہ آپ کے سپرد رہا۔ نشتر ہسپتال کے شعبہ حادثات سے انٹری گیٹ کے پاس مدنی مسجد کو وسعت دی، اس کا انتظام وانصرام احسن وجوہ پر چلایا۔

خانقاہ سراجیہ کے ٹیوب ویل کی درستگی کے لئے آپ نے خدمات سرانجام دیں، چناب نگر مدرسہ ختم نبوت کے ٹیوب ویل کی نگرانی از خود انہوں نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی، سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کے شروع

ہونے سے ایک شب پہلے اس ٹیوب ویل میں چارپائی ڈال دیتے اور کانفرنس کے اختتام تک ٹیوب ویل کو چلانے اور بند کرنے کا کام اپنے ذمہ لے لیتے۔ مجال ہے کہ پانی کی کمی ہونے پائے، ہر سال بڑھتی ہوئی حاضری کو سامنے رکھ کر پانی کے انتظام میں وسعت کے منصوبے سوچتے رہتے۔ مدرسہ مسکین پور، مدرسہ ومسجد مدنی نشتر ہسپتال ملتان کے آخری سانس تک نگراں رہے، ہر سال ایک دو بار حج وعمرہ کا سفر کرنے کا آپ کا معمول رہا، شب جمعہ واجتماع رائے ونڈ میں شرکت کا کبھی ناغہ نہ ہوا۔

قیام چناب نگر کے دوران مسلم کالونی میں گزرنے والے قادیانیوں کو گھیر کر قادیان کے ہمسائے ہونے کے ناتہ ہموار کرکے قادیانیت کے کفر کوان پر واضح کرتے، ان کی گفتگو سادہ مگر پُرتاثیر ہوتی تھی، زندگی بھر دین پر عمل پیرا رہے، عبادت وتبلیغ اور دین والوں سے تعلق سے ہی ان کی زندگی میں بہار کی کیفیت رہی، آخری عمر میں دنیا سے انقطاع پیدا ہوگیا، اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے۔

آخری دن آپ کو اختلاج قلب کی تکلیف ہوئی، ہسپتال میں چند گھنٹے گزار کر گھر منتقل ہوگئے، رات کو پھر تکلیف ہوئی گھر والوں نے ہسپتال جانے کا کہا مگر صاف انکار کردیا، ذکر کرتے، درود شریف پڑھتے، کلمہ کا ورد کرتے ہوئے رات ۲ بجے کے قریب مالک الملک کے حضور حاضر ہوگئے، عصر کے بعد جنازہ جامع مسجد ابدالی روڈ تبلیغی مرکز میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے پڑھایا اور اپنی تعمیر کردہ مدنی مسجد نشتر ہسپتال ملتان کے کونے میں نشتر قبرستان میں رحمت حق کے سپرد ہوگئے، حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔ آمین۔

ختم نبوت کانفرنس پنوں عاقل

۴ مارچ بروز بدھ بعد نماز عشاء شاہی بازار پنوں عاقل میں ۵۷ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ درگاہ عالیہ ہالیجی شریف کے سجادہ نشین میاں عبدالصمد صاحب نے کانفرنس کا افتتاح فرمایا۔ آپ نے رحمت دوعالم ﷺ کی ختم نبوت کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ لاجواب خطاب فرمایا۔ مولانا نعیم اللہ، مولانا عبدالرحیم پٹھان، مولانا محمد رضوان سرگودھا، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا خادم حسین شر بلوچ اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔ رات ڈیڑھ بجے مولانا اللہ وسایا کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

ختم نبوت کانفرنس نواب شاہ

جامع مسجد کبیر نواب شاہ میں ۶ مارچ بعد نماز مغرب سے رات گئے تک ختم نبوت کانفرنس بخیر وخوبی منعقد ہوئی۔ مولانا مفتی محمد یونس، مولانا عبدالرشید، مولانا فیاض مدنی، مولانا عبدالہادی، مولانا محمد عیسیٰ سموں، مولانا محمد رضوان سرگودھا، مولانا اللہ وسایا، قاری محمد ارشد اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔

ختم نبوت کانفرنس بہاول نگر

۱۲ فروری کو جامع مسجد مہاجر کالونی بہاول نگر میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے مولانا محمد اسحٰق ساقی، مولانا فیض احمد، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔ جبکہ حافظ محمد شریف منچن آبادی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا معزالحقؒ!

مولانا عظیم اللہ

پیدائش: ۱۹۲۲ء کو ضلع مانسہرہ کے علاقے کالا ڈھاکہ موضع زیزاری میں مولانا عبدالحکیم کے گھر پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم: اپنی والدہ ماجدہ سے قرآن مجید پڑھا اور اپنے تایا جان مولانا عبدالرؤف صاحب سے کچھ کتب۔ جب کہ بعض دیگر ابتدائی کتب مولانا عبدالرزاق صاحب سے پڑھیں۔ اس کے بعد مارتونگ، چکیسر، الائی میرہ اور سنڈاکئی میرہ میں علمی پیاس بجھائی۔

اعلیٰ تعلیم: اعلیٰ تعلیم کے لئے آپ ۱۹۴۱ء میں ہندوستان چلے گئے۔ وہاں پر اپنے وقت کے مشہور علماء شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ، مولانا اشفاق الرحمٰنؒ، مولانا ابراہیم بلیاویؒ، مولانا سجاد حسینؒ، مولانا شریف اللہؒ، مولانا عبدالرحمٰنؒ، مولانا ولایت احمدؒ اور مولانا ادریس کاندھلویؒ سے اکتساب علم فرمایا۔ جب کہ دورہ حدیث دوبارہ دارالعلوم دیوبند سے کیا۔ بخاری شریف شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے جب کہ دیگر کتب مولانا فخرالدینؒ، مولانا ابراہیم بلیاویؒ، شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ اور شیخ التفسیر حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ سے پڑھیں۔ ساتھ ہی حضرت مدنیؒ سے بیعت بھی ہوئے۔

فراغت کے بعد: اپنے اکابر کے مشورے سے ہندوستان کے علاقہ احمد آباد میں بڑودہ کے مقام پر بطور مدرس مقرر ہوئے۔ وہاں ساڑھے تین سال گزارے۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آگئے۔ یہاں پر حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتویؒ کے ساتھ تعلق استوار ہوا۔ جس کی بدولت حضرت مولانا سے آپ کو مؤطا ئین اور ابن ماجہ کی اجازت نصیب نہیں ہوئی۔ جب کہ امام الاولیاء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے دورہ تفسیر پڑھا۔

تدریس: اوّلاً تو پشاور کے کئی قابل ذکر مدارس میں پڑھاتے رہے۔ بعدازاں لکی مروت میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ اس کے بعد دارالعلوم عربیہ ٹل میں کچھ عرصہ گزارا۔ پھر پشاور تشریف لائے۔ پشاور میں مختصر عرصہ پڑھانے کے بعد دوبارہ دارالعلوم عربیہ ٹل تشریف لائے۔ جہاں آپ نے تیس، اکتیس سال تک تادم زیست پڑھایا۔

خصوصیات تدریس: آپ نے پینسٹھ سال تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ جب کہ بخاری شریف کو مسلسل باون سال پڑھاتے رہے۔ ہرفن میں بالعموم اور حدیث میں بالخصوص آپ کو اعلیٰ علمی بصیرت حاصل تھی۔ ہر حدیث کو اپنے اعلیٰ علمی معیار کے مطابق مختلف زاویوں سے بیان فرماتے تھے۔ انداز نہایت عام فہم تھا۔ طالب علم کو سمجھانے میں اپنی مثال آپ تھے۔ احادیث کے بارے میں اپنے اساتذہ کے اقوال اکثر نقل فرماتے تھے۔ بالخصوص حضرت مدنیؒ اور حضرت بلیاویؒ کے حوالے دیا کرتے تھے۔ باوجود یہ کہ آپ کے پاس نہ کوئی اساتذہ کی تقریر اور نہ کاپی تھی۔ لیکن کمال حافظہ کی بدولت یہ اقوال آپ کو ازبر تھے۔ تکرار حدیث کے دوران گذری ہوئی حدیث کا صفحہ نکال کر طلباء کو ضرور بتاتے تھے۔

تقویٰ اور للّٰہیت: آپ چونکہ حضرت مدنیؒ کے شاگرد تھے۔ اس وجہ سے اپنے استاذ اور مرشد کی گویا

جیتی جاگتی تصویر تھے۔ ہمیشہ اپنے بیانات اور مواعظ میں تقویٰ پر زور دیا کرتے تھے۔ آپ کو دیکھ کر یہ احساس ہوتا تھا کہ شاید یہ قرون اولیٰ کا کوئی اویس قرنیؒ اپنے زمانے سے پیچھے رہ گیا ہو۔ باوجود ضعف اور تکلیف کے تہجد، اشراق، چاشت اور اوابین آپ کا ہمیشہ معمول رہا۔ جس رات آپ پر فالج کا حملہ ہوا اس وقت بھی آپ نے تہجد کے لئے وضو کیا تھا۔ جس کے بعد آپ گر پڑے۔

کچھ اوصاف وعادات: آپ اپنے اخلاق حسنہ کی وجہ سے بہت مشہور تھے۔ ضعف، بیماری اور مصروفیات کے باوجود اگر آپ کو کوئی کسی پروگرام یا کہیں جانے کی درخواست کرتا تو آپ قبول فرماتے تھے۔ اگرچہ آپ اکثر فرماتے تھے کہ کوئی مجھے دعوت دے کر بلائے تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ راقم الحروف کو اچھی طرح یاد ہے کہ آج سے تقریباً ۲۰ سال پہلے آپ کو تدریسی خدمات پر جو ماہانہ مشاہرہ ملتا تھا۔ آپ نے منتظمین کو درخواست کی کہ میرے اخراجات کم ہیں۔ لہٰذا مشاہرہ بھی کم کر دیا جائے تو آپ کی خواہش پر مشاہرہ کو کم کر دیا گیا۔ پھر تھوڑے ہی وقت کے بعد بقیہ مشاہرہ بھی مدرسہ سے لینا چھوڑ دیا۔ گویا کہ آپ بیس سال سے بغیر مشاہرہ کے تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

شہرت اور نام ونمود سے اجتناب: آپ شہرت اور نام ونمود کے سخت مخالف تھے۔ بلکہ بار بار انکار بھی فرماتے تھے۔ اپنے نام کے ساتھ جب کچھ لاحقات اور القابات دیکھتے تو سخت ناراض ہوتے تھے۔ ایک دفعہ اپنے نام کے ساتھ جانشین مدنی کا لفظ دیکھ کر سخت لہجہ میں فرمایا کہ یہ نہ لکھا کرو۔ ’’کہاں میں اور کہاں حضرت مدنیؒ‘‘ حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ کی وفات کے بعد ان کو مسند شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کی پیش کی گئی تو آپ نے یہ پیش کش مسترد کر دی اور فرمایا کہ جامعہ بنوری ٹاؤن کا ملک میں نمایاں اور ممتاز مقام ہے۔ جو میری وجہ شہرت بنے گا۔ مسئلہ کے بارے میں جب کوئی پوچھ لیتا تو آپ بہت سوچ وبچار کے بعد جواب فرماتے تھے تا کہ کوئی بے احتیاطی نہ ہو۔

مشہور تلامذہ: مولانا محمد خان شیرانی، مولانا محمد امیر بجلی گھر، شیخ الحدیث مولانا امان اللہ، مفتی حمید اللہ جان، شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور، شیخ الحدیث مولانا سراج الدین نمک منڈی پشاور، شیخ الحدیث مولانا محمد جان جامع عثمانیہ لکی مروت، شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز جامعہ اشرفیہ پشاور، شیخ جمیل الرحمٰن افغانستان، مولانا قلم دین افغانستان، شیخ الحدیث مولانا محمد اکبر خان ملتان، مشہور مبلغ مولانا عبدالقادر پشاور، شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اور شیخ المعقول مولانا تاج محمد لکی مروت۔

عجیب واقعہ: امسال آپ نے بخاری شریف سے صرف کتاب الایمان اور کتاب العلم کے پڑھانے کی ذمہ داری قبول فرمائی تھی۔ جب کہ باقی کتاب کا پڑھانا نائب شیخ الحدیث مفتی محمد سردار مدظلہ کے ذمہ لگائی تھی۔ عجیب بات یہ ہے کہ جس رات آپ کو فالج کا حملہ ہونا تھا اس سے پہلے آپ نے اپنے مذکورہ اسباق کو مکمل کیا۔

وفات: آخر کار علم وعرفان کا یہ عظیم چراغ وفات سے ایک دن پہلے سحری کے وقت تقریباً ساڑھے چار بجے تہجد کے لئے وضو کرنے کے بعد فالج کے حملہ کا شکار ہوئے اور دوسرے دن بروز ہفتہ ۴ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ بمطابق ۳۱ جنوری ۲۰۰۹ء سحری کے وقت تقریباً ساڑھے تین بجے اپنے خالق حقیقی کے ساتھ جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

ایک تاریخی سفر!

حافظ محمد زبیر جمیل

زندگی میں بعض اسفار یادگار بن جاتے ہیں۔ ایسے ہی ایک سفر کا ذکر کر رہا ہوں جو ۹،۱۰محرم الحرام ۱۴۳۰ھ کو بزرگوں کی زیارت کا باعث بنا۔ اس سفر میں والد محترم مولانا جمیل الرحمٰن اختر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عمر حیات اور مہر راشد جہانگیر شامل تھے۔ لاہور سے ۸محرم الحرام بروز بدھ کو روانہ ہوئے۔ رات فیصل آباد جامعہ اسلامیہ محمدیہ میں گذاری۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے ختم نبوت کے موضوع پر لیکچر دیا اور کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ایسا عقیدہ ہے جس پر قرآن کریم کی ایک سو آیات اور دو سو دس احادیث دلالت کرتی ہیں۔ لیکچر تقریباً پون گھنٹہ کا تھا۔ آخر میں دعا والد محترم مولانا جمیل الرحمٰن اختر نے کروائی۔ ۹محرم الحرام کو صبح نماز فجر کے بعد مولانا عبدالرزاق مہتمم جامعہ اسلامیہ محمدیہ اور قاری عبدالخالق صاحب کو ساتھ لے کر سفر کا آغاز ہوا اور چنیوٹ سے جامعہ اسلامیہ امدادیہ کے مہتمم مولانا سیف اللہ ہمارے ہمراہ ہوئے۔ پہلے چناب نگر مرکز ختم نبوت میں رکے۔ جہاں ہم نے مرکز ختم نبوت کی عالیشان لائبریری کا وزٹ کیا اور چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مدرسہ کا تفصیلی معائنہ کرایا۔ ناشتہ کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔

رحماء بینھم کے مصنف بزرگ عالم دین مولانا محمد نافع مدظلہ کی زیارت

چنیوٹ سے جھنگ کے راستے میں حضرت مولانا محمد نافع مدظلہ محمدی شریف جھنگ کی زیارت کے لئے تھوڑی دیر رکے۔ مولانا محمد نافع دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہیں۔ مولانا ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۵ء قریہ محمدی شریف ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ ’’حدیث ثقلین‘‘ جو حضرت کی تصنیف ہے اس میں آپ کے حالات لکھا ہے۔

’’آپ نے ۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۹۳۳ء میں قرآن مجید اپنے والد گرامی حضرت مولانا عبدالغفورؒ سے پڑھا اور ابتدائی تعلیم استاذ مولانا اللہ جوایا شاہؒ صاحب اور اپنے برادر بزرگ حضرت مولانا محمد ذاکرؒ سے حاصل کی۔ (حضرت بھی دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے)

آپ نے مختلف مدارس سے دینی تعلیم حاصل کی اور آخر ۱۳۶۲ھ میں دارالعلوم دیوبند (انڈیا) میں داخلہ لیا اور دورہ حدیث شریف شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا اعزاز علی امروہیؒ، حضرت مولانا ابراہیم بلیاویؒ، حضرت مفتی ریاض الدینؒ اور مولانا مفتی محمد شفیعؒ جیسے حضرات سے پڑھا۔

آپ جب وطن واپس ہوئے تو اسی سال ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں اپنے مقامی دارالعلوم جامعہ محمدی میں سلسلہ تدریس شروع کیا۔ جب ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت مرزائیت کے خلاف شروع ہوئی تو اس میں بھرپور عملی حصہ لیا اور گرفتاری پیش کی اور تین ماہ پہلے جھنگ میں پھر بورسٹل جیل لاہور میں گزارے۔ وہاں سے رہائی کے بعد اپنے استاذ مکرم مولانا احمد شاہ بخاریؒ کے مشورہ اور ہدایات کے موافق کتاب ’’رحماء بینہم‘‘ کے موضوع پر تحقیقی کام کرنے کا آغاز کیا۔‘‘

آپ نے بہت ساری کتابیں تصنیف فرمائیں جس میں مشہور مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین، رحماء بینھم، سرۃ سیدنا علی المرتضیٰؓ، سیرۃ سیدنا امیر معاویہؓ، فوائد نافعہ کی پہلی جلد میں دفاع عن الصحابہؓ کا مضمون مفصل ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ دوسری جلد میں حضرات حسنین شریفینؓ کی سوانح حیات کو مرتب کیا گیا ہے۔ جس ادارہ میں آپ کی تدریس کا ذکر ہوا۔ آپ کے بھائی مولانا محمد ذاکرؒ کے بیٹوں کے پاس اس کا انتظام ہے۔ وہاں ہم نے ایک بہت بڑی اور نایاب کتب کی لائبریری دیکھی۔ وقت بہت کم تھا۔ ورنہ دل چاہتا تھا کہ یہاں لائبریری میں دو چار گھنٹے گزار کر نایاب کتب کو ایک نظر دیکھ ہی لیتے۔ نیز مدرسہ اور مسجد کی زمین کا رقبہ اور ہائی سکول کا رقبہ وسیع تھا۔ لیکن رونق طلباء نہ تھی۔ محمدی شریف ضلع جھنگ کے بعد جھنگ میں شہید ناموس صحابہؓ حضرت مولانا حق نواز جھنگویؒ کے گلشن جامعہ محمودیہ میں حاضری دی اور وہاں پر مولانا حق نواز جھنگویؒ، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ، مولانا اعظم طارقؒ اور دیگر شہداء کی قبور مبارک پر فاتحہ پڑھ کر کندیاں کے لئے براستہ چوک اعظم ضلع لیہ روانہ ہوئے۔ شام کا کھانا مولانا عمر حیات کے سسرال کے ہاں کھایا۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضری

رات تقریباً دس بجے خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف حاضری ہوئی۔ وہاں حضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کے بڑے صاحبزادے مولانا عزیز احمد مدظلہ کو فون پر مولانا ثانی نے اطلاع دے دی تھی۔ رات کندیاں شریف میں خانقاہ سراجیہ میں رہے اور صبح حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی زیارت کی اور ان کے بیٹے صاحبزادہ مولانا عزیز احمد سے ملاقات ہوئی۔ صاحبزادہ عزیز احمد اور والد محترم مولانا جمیل الرحمٰن اختر نصرت العلوم گوجرانوالہ میں تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب تکمیل فرما رہے تھے اور والد صاحب کی تعلیم کے ابتدائی سال تھے۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے اور ابتدائی عربی تعلیم قیوم زماں حضرت مولانا خواجہ ابوالسعد احمد خان صاحبؒ کی وساطت سے حضرت سید پیر عبداللطیفؒ احمد پور سیال والوں سے حاصل کی اور علم الصرف، علم النحو وغیرہ کتب نائب قیوم زماں حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ سے پڑھیں اور پھر دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں کچھ عرصہ تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں حضرت خواجہ صاحب مدظلہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (انڈیا) تشریف لے گئے اور پھر ۱۳۶۲ھ میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔

دارالعلوم دیوبند ایشیاء میں حنفی مسلک کی بہت بڑی یونیورسٹی ہے۔ اس یونیورسٹی کی بنیاد عالم رؤیاء میں سید دوعالم خاتم النبیین رحمت اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔ صبح کو مدرسہ کی بنیاد اسی نشان پر رکھی گئی جو رات کو روح محمد ﷺ نے لگایا تھا۔ علمائے دیوبند کی جماعت ایسی جماعت ہے جو شریعت اور طریقت کی جامع ہے۔ احوال طریقت کو زیر شریعت رکھتے ہیں۔ ہندوستان میں باطل قوتوں سے ٹکرانے والے بھی علمائے دیوبند ہیں۔ یہاں سے فارغ ہونے والے علماء کامل اولیاء اللہ تھے۔ (میرے دادا مولانا محمد اسحٰق قادریؒ بھی

دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خاص شاگرد تھے۔) حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا محمد نافع مدظلہ نے ایک ہی سال دورہ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند سے کیا۔

''حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کی آقائے نامدار ﷺ کے مقبولیت'' کے عنوان سے جناب متین خالد اپنی ایک کتاب تحفظ ختم نبوت اہمیت وفضیلت میں لکھتے ہیں کہ:

''میرپور خاص سندھ کے ڈاکٹر احمد اللہ ہمدانی مدینہ طیبہ گئے۔ روضہ مبارک پر درود وسلام پڑھا اور دعا کی کہ اے آقائے نامدار ﷺ آپ کا جو بہت پیارا امتی بزرگ ہے اس بزرگ کی آج زیارت ہو جائے۔ یہ دعا کر کے مواجہ شریف سے پیچھے ہٹے تو ایک دوست نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب پاکستان سے حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ مرکزی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تشریف لائے ہوئے ہیں۔ آپ زیارت کے لئے ہمارے ساتھ چلیں۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ آج تو میری دعا نقد قبول ہوگئی۔ میں گیا اور جا کر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

خانقاہ سراجیہ کے بعد ازاں واں بھچراں میں مولانا حسین علیؒ کی قبر مبارک پر بھی حاضری دی۔ حضرت مولانا حسین علیؒ حیات النبی ﷺ کے قائل تھے۔ حضرت مولانا حسین علیؒ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ممات کے قائل تھے اور ممات کو ترجیح دیتے تھے۔ یہ غلط ہے۔ اس کے غلط ہونے کے دو دلائل عرض کرتا ہوں۔ ایک دلیل یہ ہے کہ حضرت مولانا حسین علیؒ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے شاگرد ہیں اور حضرت گنگوہیؒ مماتی نہیں تھے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت مولانا حسین علیؒ کے شاگرد رشید حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ ہیں اور صرف شاگرد ہی نہیں بلکہ ان کے خلیفہ مجاز بھی ہیں اور سب جانتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ مماتی نہیں حیاتی ہیں اور اس موضوع پر حضرت مدظلہ کی کتاب تسکین الصدور واضح دلیل ہے تو جو حضرت مولانا حسین علیؒ سے وابستہ ہیں ان کے مرید ہیں۔ ان کے خلیفہ بھی ہیں اور اگر مولانا حسین علیؒ کا عقیدہ حضور اکرم ﷺ کے متعلق قبر مبارک میں حیات کا نہ ہوتا تو حضرت مولانا حسین علیؒ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہ کو اپنے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کرنے کی اجازت نہ دیتے تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا حسین علیؒ کے متعلق مماتیت کی نسبت درست نہیں ہے۔

حضرت الشاہ عبدالقدر رائے پوریؒ کی خانقاہ میں حاضری

حضرت مولانا حسین علیؒ کے مزار سے واپسی پر ڈھڈیاں خانقاہ گلشن قادریہ جہاں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب مدظلہ مرجع خلائق ہیں کے پاس حاضر ہوئے۔ یہ میرے دادا مولانا محمد اسحق قادریؒ کے ساتھ سہارنپور مظاہر علوم میں پڑھتے رہے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اپنے وقت کے کامل بزرگوں میں سے تھے جن کے ساتھ وقت کے بڑے بڑے علماء نے تعلق جوڑا جن میں امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا عبدالمنانؒ راولپنڈی، حضرت مولانا محمد اجمل

خانؒ، حضرت مولانا عبدالعزیزؒ چک:۱۱ چیچہ وطنی اور جامعہ رشیدیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ رائے پوریؒ جو میرے والد محترم مولانا جمیل الرحمٰن اختر کے اساتذہ میں سے ہیں اور ان کے علاوہ بہت سے علماء کرام نے اپنی نسبت حضرت رائے پوریؒ سے قائم کی۔

والد محترم مولانا جمیل الرحمٰن اختر نے ''مجموعہ خطبات'' کے پیش لفظ میں لکھا ہے کہ:

''زمانہ طالب علمی میں جن اساتذہ کی خصوصی توجہ نے مجھے راہ سے بھٹکنے سے روکے رکھا ان میں خصوصاً ولی کامل، عارف باللہ، عاشق رسول، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ خلیفہ مجاز حضرت رائے پوریؒ اور حضرت کے فرزندار جمند سعادت مند استاذ تفسیر حضرت مولانا مطیع اللہ رشیدیؒ کی نظر شفقت تھی کہ انہوں نے زمانہ طالب علمی جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں مجھ پر خصوصی نظر رکھی۔ جب میں جامعہ میں ۱۹۷۹ء میں داخل ہوا۔ میرا کنزالدقائق، کافیہ ابن حاجب والا سال تھا۔ صبح کو ہماری جماعت کا پہلا سبق تجوید وقرات ومشق کا تھا۔ پہلے دن جب میں سبق میں حاضر ہوا تو استاذ محترم قاری محمود احمد مدظلہ (قاری صاحب! آج کل خیر المدارس میں مدرس ہیں) نے دوسرے لڑکوں کے ساتھ مجھ سے بھی قرآن مجید مشق وحدر سے سنا اور مجھے فرمایا کہ تیرے تلفظ صحیح ہیں۔ آئندہ میرے سبق میں تجھے آنے کی ضرورت نہیں۔ احقر طالب علم تھا اور پھر ''لاہوریا'' جس کے متعلق مدرسہ میں یہ تاثر تھا کہ یہ ہفتہ دو ہفتے مدرسہ میں نکالے گا۔ یہ دیہاتی ماحول کے مدرسے میں کیسے رہے گا۔ میرے لئے تو یہ خوش آئند بات تھی کہ مجھے صبح ٹہلنے اور آرام کرنے کا موقع مل گیا۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کو میرا یوں صبح کا وقت ضائع کرنا پسند نہ آیا اور ایک روز مدرسہ کے برآمدوں کے سامنے ٹہل رہا تھا کہ حضرت شیخ الحدیثؒ جن کو جامعہ میں ''بڑے مولانا'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا مجھ پر نظر پڑی اور اپنے روایتی انداز میں مجھے بلایا۔ اکثر حضرت لڑکوں کو جب آواز دیتے تو ''کاکا'' کہہ کر پکارتے تھے۔ مجھے آواز پڑی۔ میں حاضر خدمت ہوا۔ میرا حضرت کے ساتھ تعارف نہیں تھا۔ (بعد میں میرے چچازاد بھائی ولی کامل پیر طریقت حضرت مولانا عبدالمنانؒ خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری نے کرایا) حضرت نے فرمایا: ''کاکا توں کیوں انج پھرداں پیاں ویں۔'' میں نے عرض کی حضرت ہماری جماعت کا سبق اس وقت قاری صاحب کے پاس ہے اور انہوں نے اجازت دے رکھی ہے تو حضرت نے فرمایا بیٹا یہ وقت بڑا قیمتی ہے۔ اللہ کا شکر کرو کہ یہ فارغ ملا ہے تو اس طرح کرو کتب خانہ میں جاؤ۔ مولوی مطیع اللہ سے کہو کہ تمہیں ریاض الصالحین کتاب دے۔ وہ لے کر میرے پاس آؤ۔ میں کتب خانہ میں حضرت مولانا مطیع اللہؒ کی خدمت میں گیا۔ ریاض الصالحین کتاب لی اور سیدھا حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ مجھے حضرت کے ساتھ چونکہ تعارف نہیں تھا۔ اس لئے میں نے ایک عام استاذ کی حیثیت سے زانوئے تلمیذ طے کئے۔ لیکن جوں جوں حضرت کے قریب ہوا تو معلوم ہوا کہ حضرت تو بہت بڑے ولی اللہ ہیں۔ حضرت سے پھر میں نے جتنے اسباق پڑھے بس وہی میرا سرمایہ ہیں۔

یہاں حضرت رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز سید انور حسین نفیس الحسینیؒ کا ذکر کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ راقم نے حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں تھوڑا عرصہ گزارا ہے۔ مجھ پر حضرت شاہ صاحبؒ بہت شفقت فرماتے تھے۔ شاہ صاحب نے تحفظ ختم نبوت کے لئے بہت کام کیا اور حضرت شاہ صاحبؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر

بھی رہے ہیں۔ حضرت کا واقعہ جو ’’تحفظ ختم نبوت اہمیت اور فضیلت‘‘ کتاب میں صفحہ ۷۸ پر درج ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:

’’حضور خاتم النبیین ﷺ کا قرب حاصل کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ آپ ﷺ کے دشمنوں سے دلی نفرت کی جائے۔ قادیانیت دراصل حضور شافع محشر ﷺ سے بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ ان سے روزمرہ زندگی میں معمولی سا بھی تعاون سخت گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔ ایک دفعہ مظہر ملتانی قادیانی، قادیانیوں کی گڑھی شاہو لاہور میں واقع عبادت گاہ کی پیشانی کے لئے کلمہ طیبہ لکھوانے کے لئے آیا۔ میں نے اسے سختی سے ڈانٹ دیا کہ تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ میں قادیانیوں کا کام کروں گا۔ ایک دفعہ ایک پریس والے کا رقعہ لے کر ایک شخص آیا کہ یہ نظم کا کام کرانا چاہتے ہیں۔ نثر کے کام کی نسبت کاتبوں کے لئے نظم کا کام کرنا آسان ہوتا ہے۔ رقعہ میں تحریر تھا کہ جو آپ معاوضہ کہیں گے یہ آپ کو دیں گے۔ یہ بات میرے مزاج کے خلاف تھی۔ تاہم کام کی آسانی اور پریس والوں کی شناسائی کے باعث اس آدمی کو میں نے بٹھالیا اور مسودہ دیکھا تو وہ مرزا غلام احمد قادیانی کا کلام ’’درثمین‘‘ تھا۔ نامراد مرزا غلام احمد قادیانی کا کلام دیکھ کر مجھے بہت تعجب اور صدمہ ہوا جس پریس والے نے یہ رقعہ لکھا تھا اس پر بھی افسوس ہوا۔ سوچا کہ میرے اندر ضرور کمی ہوگی کہ کفر مجھ سے کافرانہ کلام لکھوانے کی امید سے میرے دروازے پر آ گیا۔ استغفار کیا اور اس آدمی کو چلتا کیا۔ میں نے زندگی بھر کسی قادیانی کا کوئی کام نہیں کیا۔‘‘

یہ واقعات اس لئے بیان کر دیئے ہیں کہ دوسرے خوشنویس حضرات خواہ وہ کمپیوٹر کتابت کرتے ہوں کو نصیحت ہو کہ وہ مسلمان ہو کر قادیانیوں کا کام نہ کریں۔ یہ بھی قادیانیت سے اعانت کے زمرے میں آتا ہے جو شرعاً حرام اور ناقابل معافی ہے۔

۱۰ محرم الحرام بروز جمعرات ہم واپس رات تقریباً ۱۰ بجے لاہور پہنچ گئے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

ختم نبوت کانفرنس ہائے کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام ۲۸ فروری تا ۳ مارچ کو کراچی کے بارہ ٹاؤنوں میں سے اس سہ ماہی میں چار ٹاؤنوں میں ختم نبوت کانفرنسوں کا اہتمام کیا گیا۔ ۱...... ساؤتھ کالونی ملیر۔ ۲...... جامعہ امام ابویوسف مسجد باب الرحمت۔ ۳...... بلدیہ ٹاؤن۔ ۴...... بھینس کالونی۔ چاروں کانفرنسوں میں حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، مولانا محمد طیب لدھیانوی، مولانا محمد ثانی ابن مفتی محمد جمیل خان، مولانا محمد اعجاز، مولانا محمد انس، رانا محمد انور، سید انوار الحسن، جناب سلمان گیلانی، مولانا محمد رضوان سرگودھا، مولانا قاری محمد عثمان، مولانا قاری احسان اللہ فاروقی اور دیگر حضرات نے شرکت فرمائی۔ تمام دینی مدارس، دینی جماعتوں، مقامی خطیب حضرات اور مجلس کے رفقاء نے جتنی محنت کی اس سے کہیں زیادہ اثرات مرتب ہوئے۔ عوام الناس نے کانفرنسوں میں بھرپور شرکت سے ثابت کر دیا کہ ’’ذرا نم ہو تو مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی‘‘

مرزائی انگریز کے جاسوس ...... اور پاکستان کے کھلے دشمن ہیں!

مولانا لال حسین اخترؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ نے لانگے خان باغ ملتان کی سالانہ آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ آپ کا یہ خطاب ۲۶ ردسمبر ۱۹۵۰ء کے اخبار آزاد لاہور میں شائع ہوا۔ جو پیش خدمت ہے۔(ادارہ)

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ!

برادران محترم! مجھے ارشاد ہوا ہے کہ میں آپ کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کے کریکٹر کے متعلق کچھ عرض کروں۔ سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ مسلمانوں اور مرزائیوں میں باہمی اختلاف کیا ہے؟ وہ کون سی چیز ہے جو مسلمان اور مرزائی کے درمیان ایک فرق پیدا کر دیتی ہے؟ آپ حضرات کے سامنے ایک معمولی مثال رکھ کر اپنے اصل مفہوم کو واضح کروں گا۔

’’جس طرح روز روشن کا اجالا اور شب تاریک کی گھٹا ٹوپ سیاہی دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اسلام اور مرزائیت ہرگز ہرگز جمع نہیں ہو سکتے۔‘‘

خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد دعوائے نبوت کرنے والا دجال اور کذاب ہوگا۔ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں پیدا ہوگا۔ لیکن مرزا قادیانی نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید کو منسوخ کرنا چاہا۔ صداقت اسلام کے زریں اصولوں کو ناقابل عمل کہا اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان ختم رسالت کی توہین کی اور کہا کہ مدار نجات محض میری تعلیم، میری بیعت اور میری تابعداری ہے۔ یعنی تم سارے کے سارے اسلام پر پورے پورے عامل ہو کر مؤمن نہیں بن سکتے۔ جب تک کہ مرزائیت کے دائرے میں داخل نہ ہو جاؤ اور مرزا کی بیعت نہ کرلو۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن وحدیث کو منسوخ قرار دے دیا اور مدار نجات کے لئے اپنی ذات گرامی پیش کی تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر مرزا غلام احمد قادیانی سچا ہے تو دنیا کے نوے کروڑ مسلمان کافر ہوئے اور اگر دنیا کے نوے کروڑ مسلمان سچے ہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی نے کفر وشرک اور نفاق وارتداد پھیلانے کے لئے اسلام کو آڑ بنا رکھا ہے۔ اس پردہ میں اس نے اپنی من مانی کاروائیوں سے جاہل انسانوں کو گمراہ کرنے اور انہیں راہ ہدایت سے موڑنے کے لئے ایک کھیل کھیلا ہے۔ جس کے ڈرامائی لندن میں بستے ہیں۔

عقیدہ

مسلمانوں کا ایک واضح عقیدہ ہے کہ جس طرح کلمہ طیبہ کے بغیر مسلمان کہلانا ناممکن ہے۔ بعینہ اسی طرح

ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ وسلامت ہیں اور قرب قیامت میں آسمان سے پھر دنیا میں نازل ہوں گے۔ اسلام کے اس اجماعی عقیدہ ختم نبوت ورسالت سے اگر ہم قطع نظر کردیں اور مان لیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد سلسلۂ نبوت رسالت ہمیشہ ہمیشہ جاری وساری ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بھنگی، بدمعاش، بداخلاق اور بداطوار انسان دعوائے نبوت کردے اور نبی بن بیٹھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

مرزاغلام احمد اور نبی......؟ نبوت تو ایک بلند وارفع فضیلت ہے۔ جو خدا اپنے خاص بندے کو عطاء فرماتا ہے۔ مرزاغلام احمد تو ایک شریف انسان بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ یہ میں اپنے پاس سے نہیں کہہ رہا بلکہ میری زبان سے نکلا ہوا ایک ایک حرف مرزاغلام احمد قادیانی کی تحریرات کا آئینہ ہوگا۔ اختتام کانفرنس پر مرزائی لاریوں اور موٹروں میں مختلف قسم کے پمفلٹ تقسیم کرتے پھریں گے کہ احراری جھوٹے ہیں۔ وہ مرزاغلام احمد قادیانی کی تحریرات کا غلط سلط حوالہ دے کر لوگوں کو مطمئن کردیتے ہیں۔ حاضرین سے میری ایک مؤدبانہ درخواست ہے کہ اس مجمع میں اگر کوئی صاحب مرزائی موجود ہو اور اسے پتہ چل جائے کہ میں جو حوالہ دے رہا ہوں یہ قطعاً بے بنیاد اور سراسر جھوٹا ہے تو وہ صاحب سیدھا سٹیج پر تشریف لے آئے تاکہ بعد میں غلط پروپیگنڈے کی نوبت ہی نہ آئے اور ان حضرات کو اس کی تردید میں روپے خرچ کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔

مجلس احرار اسلام کی مسلسل جدوجہد اور پیہم مساعی جمیلہ کی بدولت اب مرزائیت پوری طرح ننگی ہوچکی ہے۔ اس میں اب تاب نہیں رہی کہ وہ کھل کر سامنے آسکے اور مدمقابل کھڑی ہوکر دجل وارتداد کا جال بچھا سکے اور اب تو نوبت یہاں تک آچکی ہے کہ مرزائیت کے ناقوس خصوصی ''الفضل'' نے بھی اپنی اشاعت میں جلی حروف سے یہ اعلان شائع کردیا کہ احراریوں سے اب کوئی مناظرہ نہ کرو اور خصوصاً لال حسین اختر سے تو کوئی بات چیت تک نہ کرنا۔ (یکم رجولائی ۱۹۵۰ء)

جاسوسی

ہم یہ دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ انگریز کی جاسوسی کے سلسلہ میں جو کام تین تین ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ لینے والے ملازم نہ کرسکے اسے مرزاغلام احمد قادیانی نے نہایت چالاکی سے سرانجام دیا۔ انگریز کے حق میں فتویٰ صادر کیا۔ انگریز کے خلاف جہاد کرنے والی ہستیوں کو باغی قرار دے کر ان کو تختہ دار پر لٹکانے کے لئے مرزاقادیانی نے اپنی خدمات بجالائیں۔ اور بہانگ دہل اعلان کیا کہ۔

اب چھوڑ دو! اے دوستو جہاد کا خیال
دین کے لئے حرام ہے جہاد اور قتال (درثمین)

ملکہ وکٹوریہ کے حق میں ''نور'' کا الہام شائع کیا:

''اے ملکہ معظمہ! آپ کی مثال زمین کے نور جیسی ہے اور میری مثال آسمان کے نور جیسی۔ زمین کے نور نے آسمان والے نور کو اپنی طرف کھینچا۔'' آپ کا نور نیچے تھا اور میرا نور اوپر۔ دونوں نور آپس میں مل گئے اور نور علیٰ نور ہوگئے۔

عذاب الٰہی

یہاں بعض دفعہ مرزائی کہا کرتے ہیں کہ اجی حضرت! یہ تو الہام اور خواب کی باتیں ہیں۔ ان کو دوسری نظر سے دیکھنا چاہئے۔ ان بھلے حضرات سے کوئی پوچھے کہ جو شخص عیار اور دھوکہ باز ہو وہ ایسی باتیں جو اس کی اپنی ذات کے لئے غیر مفید ہوں یا کسی حد تک نقصان دینے والی ہوں۔ ضابطہ تحریر میں لاسکتا ہے؟ دراصل یہ اللہ تعالیٰ قہار وجبار کی گرفت ہے۔ ’’ان بطش ربك لشديد‘‘ ﴿اور بلاشبہ پروردگار کی گرفت بہت سخت ہے۔﴾

مرزا غلام احمد نے اپنی قلم سے کئی بیہودہ باتیں کتابوں میں کیوں تحریر کیں۔ بدکاریوں اور بدکار عورتوں کی ثناخوانی اپنی قلم سے کیوں کی؟ صاف بات ہے کہ جو شخص دوسروں کے لئے کنواں کھودے وہ خود اس میں گرتا ہے۔ یہ واقعہ آپ حضرات نے اچھی طرح سن رکھا ہوگا کہ پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے راستہ میں ابوجہل نے ایک گہرا کنواں کھودا تاکہ آپؐ جب گھر سے مسجد تشریف لائیں تو اس میں گر جائیں اور ساتھ ہی بعض بدمعاشوں کو اس بات کے لئے تیار کر رکھا تھا کہ جب آپؐ اس کنوئیں میں گر جائیں گے تو اوپر سے خشت باری اور پتھراؤ شروع کر دینا۔ خدا کا کرنا، صبح کو ابوجہل ہی واقعات معلوم کرنے کے لئے باہر نکلا اور خود اس کنوئیں میں گر پڑا۔ پھر اینٹوں اور پتھراؤ سے اس کا جو حشر ہوا وہ آپ کو معلوم ہوگا۔ سچ ہے جو شخص اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودے تو اس میں وہ خود گرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ سے ایسی باتیں لکھوائیں جن سے مرزا خود جھوٹا ثابت ہوا اور دنیا میں ذلیل ہوا۔

سرکاری نبی

حضرات! سرکاری نبی مرزا غلام احمد کی چند اپنی لکھی ہوئی باتیں بطور نمونہ پیش خدمت کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ حضرات پوری توجہ سے سن کر سرکاری نبی کی ضرور داد دیں گے۔

۱...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’ہمارا تجربہ یہاں تک ہے کہ بعض وقت ایک کنجری کو سچے خواب آسکتے ہیں۔‘‘ (تجلیات ص۱۶، ایڈیشن نمبر۳)

میں مرزائی حضرات سے پوچھتا ہوں کہ یہ تجربہ کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی چکلوں میں گئے تھے یا وہاں کی کنجریاں حضرت مرزا قادیانی کے گھر حاضر ہوئی تھیں؟ اگر کسی مرزائی میں ہمت ہے تو آئے اور اس تجربہ کو غلط ثابت کرے۔

۲...... لیجئے ایک آپ کو مرزائیوں کی انوکھی بات سناؤں۔ مرزائیوں کا قرآن وہ نہیں جو مسلمانوں کا قرآن ہے۔ دراصل مرزائیوں کا قرآن جدا ہے، ان کی حدیث اور ہے۔ مرزائیوں کے قرآن کا نام ’’تذکرہ‘‘ ہے اور ان کی حدیث کا نام ’’سیرت المہدی‘‘ ہے۔ مرزائیوں کی حدیث میں مرزا بشیر احمد روایت بیان کرتے ہیں کہ: ’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت جھنڈا سنگھ صاحب بہادر نے ...... الخ!‘‘ (سیرت مہدی حصہ ا ص۳۵)

آپ حیران ہوں گے کہ یہاں مرزا کا راوی ایک سکھ کیوں ہے؟ لیجئے نبی کا نیا نام سن لیجئے۔ مرزائیوں

کے قرآن (تذکرہ) میں لکھا ہے کہ خدا نے فرمایا کہ مرزا قادیانی میں نے آپ کا ایک نیا نام رکھا ہے اور وہ یہ ہے۔
امین الملک جے سنگھ بہادر۔ یہ تو ہوئے راوی اور نبی کے نام اب اس نبی کے فرشتوں کا نام سنئے۔
مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’ایک دفعہ میں نے کسی کاغذ پر اللہ میاں سے دستخط کرانے تھے۔ چنانچہ میں کاغذ لے کر گیا تو اللہ تعالیٰ ایک پلنگ پر ملا۔ اللہ اس وقت ایک مرد کی شکل میں (مرزا) ایک عورت کی شکل میں۔ اللہ نے وہ دستخط کرنے کا کام ایک فرشتے کے ذمہ لگا دیا۔ اس فرشتے کا نام مٹھن لال تھا۔‘‘ (سیرت المہدی)
دوسری جگہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’ایک دفعہ میں مفلس ہوگیا اور لاچاری کی صورت میں خدا تعالیٰ سے کچھ مانگا۔ دعاء کی کہ خدا خدا کچھ بھیج۔ میری دعاء قبول ہوگئی اور فرشتے نے آ کر میرے دامن میں کچھ ڈال دیا۔ میں نے اس فرشتے سے نام دریافت کیا تو اس فرشتے نے بتایا کہ میرا نام ’’کچھ نہیں‘‘ میں نے پھر اصرار کیا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ میرے دوبارہ اصرار کرنے پر فرشتے نے اپنا بتایا اور کہا کہ میرا نام ’’ٹیچی ٹیچی‘‘ ہے۔‘‘ (سیرت المہدی ص ۴۸۶)

سوال

حضرات! یہاں میرے چند سوالات ہیں کہ جب فرشتہ مرزا قادیانی کو کچھ دے گیا اور مرزا قادیانی نے اس فرشتہ کا نام دریافت کیا تو فرشتے نے سب سے پہلے اپنا نام کچھ نہیں بتایا۔ دوبارہ پوچھا تو ٹیچی ٹیچی بتا دیا۔ یہاں فرشتے نے جھوٹ کیوں بولا؟ کیونکہ اگر فرشتے کا نام کچھ نہیں ہے تو ٹیچی ٹیچی کیوں بتایا اور اگر نام ٹیچی ٹیچی ہے تو پہلے جھوٹ کیوں بولا؟ جس نبی کے فرشتوں کا یہ حال ہو اس کی نبوت کا حال خدا جانے کیا ہوگا؟ مرزا قادیانی کے لڑکے مرزا سلطان احمد نے مرزا قادیانی کی ایک شعر و شاعری کی کاپی مجھے دی۔ وہ غالباً مرزا قادیانی کی نوجوانی کے دنوں کی شاعری ہے۔ مرزا قادیانی کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

سبب کوئی خداوند بنا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے

میں نے مرزائیوں سے کئی مناظروں میں پوچھا یہ مرزا قادیانی کے اشعار کس محبوبہ کے حق میں ہیں؟ ایک دفعہ ایک مرزائی نے جواب دیا کہ مرزا قادیانی کا محبوب خدا ہے۔ میں نے پوچھا کہ اگر محبوب کا اشارہ خدا کی طرف ہے تو شعر میں یہ کیوں لکھا کہ وہ صورت دکھا دے۔ وہ صورت کی جگہ اپنی صورت دکھا دے کا لفظ آنا چاہئے تھا۔ کیونکہ خدا کو پکارا جا رہا ہے۔
حضرات! بات اصل یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے نہایت چالاکی، دیدہ دلیری اور ہوشیاری کے ساتھ شعائر اسلام کی زبردست توہین و تذلیل کی ہے۔

توہین انبیاء

مرزا قادیانی نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک انبیاء کی کھلے الفاظ میں توہین کی ہے۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ۔

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بپیراہنم

(نزول المسیح حاشیہ)

حضور پرنورﷺ کی شان میں لکھا کہ: ’’پہلے دن جب حضورﷺ پر فرشتہ آیا اور کہا کہ اقراء (یعنی پڑھ) تو حضورﷺ ڈر گئے اور غار حرا سے واپس حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور آکر فرمایا کہ: ’’خشیت علیٰ نفسی‘‘ کہ مجھ پر شیطان کی وحی ہوئی ہے۔ (نعوذ باللہ)‘‘ اس سے بڑھ کر توہین اور شیطان نے کی ہے؟ مرزا حضور کے عشق میں شعر کہتا ہے کہ۔

نہ سر کی ہوش ہے تم کو نہ پاؤں کی

اس شعر میں آگے چل کر حضورﷺ کو بت بھی لکھا ہے۔ (استغفر اللہ) وہ شخص ملعون اور بے ایمان ہے جو سرور کائنات حضرت محمدﷺ کو بت اور بے ہوش کہہ کر پکارے۔

زنا کاری

حضرات! جہاں تک مرزا غلام احمد اور اس کی امت کے اخلاق کا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں مجھے خود شرم آتی ہے کہ میری زبان پر اس قسم کا تذکرہ آئے جو شرفاء اور معززین کی محفل میں سنانے کے قابل نہ ہو۔ تاہم چند باتیں عرض کئے دیتا ہوں۔ آج سے گیارہ سال قبل چنیوٹ میں ایک دفعہ مناظرہ کے دوران میں مرزائیوں پر چند اعتراضات کئے کہ جو شخص زنا کی کمائی کو حلال قرار دے کر خود کھا جائے اور خود رات دن زنا کاری میں مشغول رہے وہ نبی ہوسکتا ہے؟ اور پھر میں نے مرزا قادیانی کا ایک واقعہ بیان کیا کہ اللہ دیا نامی نے اپنی بہن کو چکلے میں بٹھا دیا۔ وہ کافی عرصہ اس سلسلہ میں کمائی کرتی رہی۔ کچھ عرصہ بعد وہ عورت فوت ہوگئی اور اپنی کمائی میں سے کافی روپیہ چھوڑ گئی۔ اللہ دیا جو اس کا حقیقی بھائی تھا اس کا دل بیحد خوف زدہ ہوا کہ آج یہ میری بہن اس دنیا سے چل بسی ہے اور کل میرا بھی آخر یہی حال ہوگا۔ کیوں نہ اس حرام کمائی کو کسی ایسے مصرف میں صرف کر دیا جائے جو ثواب کا موجب بن سکے۔

چنانچہ اللہ دیا نے مختلف علماء کو یہ رقم دینی چاہی۔ انہوں نے یہ رقم لینے سے انکار کر دیا۔ بٹالہ میں مولوی محمد حسین صاحب کے پاس گئے تو انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ مرزا قادیانی کو اس رقم کی خبر ملی تو فوراً اس رقم کے حصول کے لئے آدمی بھیجا اور اس رقم کو جائز اور حلال قرار دے کر مرزا قادیانی نے حاصل کر لی۔

(سیرۃ المہدی، آئینہ کمالات و اشاعت السنۃ محمد حسین بٹالوی)

اس پر مولوی محمد حسین نے بھی اعتراض کیا کہ نبی ایسے ہوا کرتے ہیں؟ (اشاعت السنہ ص۱۰)

مرزائیوں نے جواب دیا کہ حضورﷺ پر اعتراضات نہیں ہوئے؟ موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام پر الزام تراشی نہیں ہوئی؟ ایسے مرزا قادیانی پر دنیا اعتراض کرتی ہے۔ مناظرہ میں جب اس قسم کے سوالات ہوئے تو بارہ آدمیوں کے سامنے ایک چنیوٹی مرزائی نے کہا کہ اگر خدا بھی متمثل ہو کر زمین پر آجائے اور یہ کہے کہ مرزا قادیانی دجال اور کذاب ہیں۔ وہ نبی نہیں ہوسکتے تو میں کہوں گا کہ خدا تعالیٰ جھوٹا ہے اور مرزا قادیانی سچے نبی ہیں۔ لاحول ولا قوۃ!

یہ ساری خبر اخبار مجاہد میں بھی چھپ چکی ہے اور سنئے: ''مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ مرزائیت نے اپنے ایک خطبہ میں بیان کیا کہ ایک احمدی نے مجھے خط لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود تو کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے اور تو رات دن زنا کاری میں مشغول رہتا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی ولی اللہ تھے اور ولی اللہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے ہیں۔'' لا حـــول ولا قوۃ! (الفضل خطبہ محمود)

علاوہ ازیں مرزا قادیانی اور مرزا محمود کی زنا کاری کے اتنے واقعات ہیں کہ اگر انہیں یہاں سنانا شروع کردوں تو دنیا انگشت بدنداں ہوکر رہ جائے۔

شراب نوشی

زنا کاری کے ساتھ ساتھ مرزا قادیانی شراب پینے کے بھی عادی تھے۔ وہ شراب جو سرکاری نبی پسند فرمایا کرتے تھے۔ وہ ''پلومر'' کی دکان کی شراب تھی۔ ایک دفعہ مرزا قادیانی نے اپنے مریدوں میں سے ایک کو لکھا کہ پلومر کی شراب لاہور سے خرید کر مجھے بھیجو۔ پلومر کے علاوہ آپ ''ٹانک وائین'' کو بھی پسند فرماتے تھے۔ شراب نوشی کے متعلق مرزائیوں کی حدیث میں ہے۔ (روایت نمبر ۴۱۸) میں مولوی شیر علی صاحب روایت کرتے ہیں کہ: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، میرے دوستوں میں سے اگر کوئی شخص شراب پی لے اور اس کے بعد وہ بے ہوش ہوکر کسی نالی میں گر جائے تو اس کو وہاں سے اٹھا لائیں اور اس کے گھر پہنچادیں۔ جب گھر آ کر اسے ہوش آ جائے تو اس کے پاس سے اٹھ کر چلے آنا چاہئے تاکہ وہ شرمندہ نہ ہو۔''

یہ چند مثالیں ہیں اس سرکاری نبی کی جس نے اسلام اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے کے لئے ہر قسم کے حربے استعمال کئے۔

بت	کریں	آرزو	خدائی	کی
شان	ہے	تیری	کبریائی	کی

جب میں ایسی مثالیں بیان کیا کرتا ہوں تو ایک دفعہ ایک مرزائی نے اٹھ کر کہا کہ مولانا لال حسین صاحب آپ پر ہمیں یہ بدگمانی نہیں تھی اور نہ آپ سے یہ امید تھی کہ آپ ایسا کریں گے۔ آپ کی تعلیم پر تو مرزائی بیت المال کا ۲۵ ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے۔ میں جواب دیا کرتا ہوں کہ لال حسین اختر کی پرورش مرزائیوں کے گھر میں ایسے ہی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے گھر میں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مرزائیوں کی اندرونی سازشوں اور خوفناک ارادوں کے تار و پود بکھیرنے کے لئے میرے دل کو ادھر متوجہ کردیا ہے۔ حضرات! اب وقت کافی گذر چکا ہے۔ دوسرے حضرات نے بھی تقریر کرنی ہے۔ یہاں اگر مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کے تمام کوائف عرض کروں تو اس کے لئے کافی عرصہ درکار ہے۔ وہ ایک طویل داستان ہے جسے تھوڑے سے وقت میں تفصیلاً بیان کرنا مشکل ہے۔

وما علینا الا البلاغ!

کیا نبی کریم ﷺ کا امتی بھی نبی ہوسکتا ہے؟

ماسٹر محمد احسان

مرزا غلام احمد قادیانی کے قادیانی چیلے آج یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ مرزا قادیانی کی نبوت حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی تابع ہے۔ یعنی رسول اکرم ﷺ کا امتی ہوتے ہوتے بھی ایک شخص نبی ہوسکتا ہے۔ ماسٹر محمد احسان صاحب نے اس باطل دعویٰ کی قرآن اور سنت کی دلائل و براہین کی روشنی میں تردید کی ہے۔ ہم اس دقیق مقالہ کے لئے ماسٹر صاحب کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ (منظور)

پچھلے دنوں قادیانی جماعت کا شائع کردہ ایک اشتہار بعنوان ''خاتم النبیین'' نظر سے گذرا۔ جس میں مرزا غلام احمد قادیانی کو امتی نبی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی تھی اور اس میں حقیقت پر کچھ اس طرح پردہ ڈالا گیا ہے کہ عوام الناس باآسانی غلط فہمیوں کا شکار ہوسکتے ہیں۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل حقیقت کو آشکارا کیا جائے تاکہ ہمارے کم فہم بھائی اس غلط فہمی میں مبتلا ہوکر چاہ ضلالت میں نہ گر سکیں۔

انسان نفس ناطقہ یعنی روح اور نفس امارہ یعنی جسم کا مجموعہ ہے۔ اس میں قوت ملکیت یعنی فرشتوں کی خصلت اور قوت بہیمیت یعنی حیوانی خصلت دو متضاد طاقتیں کام کرتی ہیں اور ان طاقتوں سے صحیح کام لینے کے لئے انسان کو عقل عطاء کی گئی ہے۔ روح کو طاقت دینے والی اشیاء کے استعمال سے روح کو تقویت نہیں پہنچتی۔ انسان کا فرض ہے کہ قوت ملکیت کو بلند اور قوت بہیمیت کو پست رکھے۔ جس کی قوت بہیمیت تیز اور قوت ملکیت کمزور ہوگی۔ وہ مؤمن یعنی انسان کامل نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ قرآن کریم ایسے لوگوں کو حیوان اور حیوانوں سے بھی کمتر بتاتا ہے۔ جس طرح جسم کی تمام بیماریوں کے علاج کے لئے ڈاکٹر یا حکیم کی ضرورت ہے، جو جسم کے تمام کل پرزوں سے واقف اور اس کی تمام بیماریوں اور دواؤں کی حقیقت کا علم رکھتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ روح کی تمام بیماریوں کے علاج کے لئے اپنی برگزیدہ ہستیوں کو نبی منتخب فرماکر دنیا داروں کی اصلاح کے لئے بھیجتا ہے۔ جس نبی کو نئی شریعت، نئی کتاب یا کوئی صحیفہ ملا ہوا سے رسول کہتے ہیں۔

نبی روح کے تمام امراض ان کے علاج اور اس کی حقیقت سے کما حقہ، واقف ہوتے ہیں۔ رسالت ونبوت وہبی چیزیں ہیں۔ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ ایک نعمت ہے۔ جو کسب یعنی عمل سے حاصل نہیں ہوا کرتی۔

چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ:

''اللّٰہ یصطفی من الملئکۃ رسلاً ومن الناس'' ﴿اللہ ملائکہ اور انسانوں میں سے رسول منتخب کرتا ہے۔﴾

یعنی وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے نبی بناکر بھیجتا ہے اور نبی ہر لحاظ سے کامل انسان ہوتے ہیں۔ فرشتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ نبی کی روح پر اللہ تعالیٰ کی صفات کا ظل یعنی عکس ہر وقت پڑتا رہتا

ہے۔ جس سے ان کی روح ہر وقت منور رہتی ہے۔ لہٰذا بچپن ہی سے نہ وہ جھوٹ بول سکتے ہیں نہ گناہ کر سکتے ہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے ڈر سکتے ہیں۔ ان کو ہر وقت ایمان قلب حاصل رہتا ہے۔ اپنے سے پہلی کتاب کی صحیح تعلیم پر پورے پورے عامل ہوتے ہیں۔ کسی حالت میں بھی کسی حصہ کتاب کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ بعد زمانہ کی وجہ سے جو نقائص عوام میں پڑ گئے ہوں۔ ان سب کو دور کروا دیتے ہیں۔ اگر کتاب میں کوئی تحریف ہو چکی ہو تو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم کے ذریعہ اسے درست کروا دیتے ہیں۔ اگر ایک نبی اپنی عمر میں تمام خرابیوں کو دور نہ کر سکے تو اس کے مرنے کے بعد فوراً ہی دوسرا نبی مبعوث ہوتا رہا ہے۔ جو اس کی باقی تعلیم کو پورا کرتا رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے پیشتر مختلف مقامات اور مختلف قوموں کے لئے علیحدہ علیحدہ پیغمبر آتے رہے ہیں۔ بعض دفعہ ایک ہی وقت میں کئی ایک نبی بھی مبعوث ہوئے ہیں۔

نئی شریعت اور نئی کتاب صرف اس وقت نازل ہوتی ہے جب کہ پہلی کتاب کے احکام اور آیات میں اس قدر تحریف اور تغیر وتبدل ہو چکا ہو کہ صحیح احکام معلوم ہی نہ ہو سکیں۔ چونکہ قرآن کریم میں ایک لفظ یا ایک حرف یا ایک نقطہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہوئی اور نہ کبھی ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:

''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون'' ﴿ہم ہی نے اس قرآن کو نازل کیا اور تحقیق ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔﴾

پس قیامت تک نہ اس کے کسی حکم میں تبدیلی واقع ہو سکتی ہے اور نہ کوئی نئی شریعت یا نئی کتاب نازل ہوگی۔ لہٰذا اب قیامت تک کوئی نیا رسول نہیں آ سکتا۔ پہلے زمانے کے انبیاء اور رسول اپنی اپنی قوم کے لئے تشریف لایا کرتے تھے اور ان کی کتابوں اور صحیفوں میں آپ ؐ کے آمد کی خبر موجود ہے۔ تورات، انجیل اور تمام صحائف حتیٰ کہ ہندوؤں کے وید اور ہران باوجود از حد تحریف ہو جانے کی اس خبر سے خالی نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے:

''وانه لتنزیل رب العالمین نزل به الروح الامین ۰ علیٰ قلبك لتكون من المنذرین ۰ بلسان عربی مبین ۰ وانه لفی زبرالاولین ۰ اولم یكن لهم ایة ان یعلمه ۰ علمو بنی اسرائیل'' ﴿یہ قرآن پروردگار عالم کا نازل کیا ہوا ہے۔ اسے روح الامین یعنی جبریل لے کر نازل ہوا۔ اس نے اسے آپ ﷺ کے دل پر نازل کیا۔ تاکہ آپ ﷺ ان کو ڈرائیں۔ ایسی عربی زبان میں جو بالکل واضح اور عام فہم ہے اور بیشک اس کی خبر پہلے صحیفوں میں بھی ہے۔ کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ اس کی حقانیت کو بنی اسرائیل کے علماء بھی جانتے ہیں۔﴾

نیز فرمایا:''الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مكتوباً عندهم فی التورٰة والانجیل واتبعو النور الذی انزل معه اولئك هم المفلحون'' ﴿وہ لوگ جو اس رسول کی جو نبی امی ہے پیروی کرتے ہیں۔ یعنی اس رسول کی پیروی جسے وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں اور جنہوں نے اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ نازل ہوا۔ وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔﴾

حضرت عیسیٰ بن مریم نے بھی آنحضرت ﷺ کی آمد کی خبر دی اور صاف طور پر بتایا کہ آپ کا اسم گرامی احمد ہوگا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:''واذ قال عیسیٰ بن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول الله الیكم مصدقا لما بین یدی من التوراة ومبشراً برسول یاتی من بعد اسمه احمد'' ﴿اور جب عیسیٰ

ابن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں اللہ کا ایک رسول ہوں، میں اس کتاب تورات کی جو مجھ سے پہلے نازل ہو چکی ہے تصدیق کرتا ہوں اور ایک رسول جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا بشارت دیتا ہوں۔﴾

انسان کی پیدائش کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر تا قیامت جاری رہے گا۔ یعنی تمام ارواح جو دنیا میں آنے والی ہیں جب وہ آ چکیں گی تو پیدائش کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور اس وقت قیامت آ جائے گی۔ چونکہ نبی اور رسول انسان کی راہنمائی کے لئے آتے رہے ہیں۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ قیامت سے پیشتر کسی آخری نبی کو بھیج کر نبیوں اور رسولوں کا آنا بند ہو جائے۔ چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو دنیا کے لئے خاتم النبیین نبی بنا کر بھیجا گیا اور صاف طور پر اعلان کر دیا۔

”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً“ ﴿اور اے نبی ہم نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔﴾

نیز فرمایا: ”وما ارسلنٰك الا کافة للناس بشیراً ونذیرا ولکن اکثر الناس لا یعلمون“ ﴿اور اے نبی ہم نے آپ کو تمام دنیا کے لوگوں کے لئے مژدہ سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ مگر اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔﴾

اب قیامت تک جس قدر ارواح دنیا میں آنے والی باقی ہیں۔ ان سب کے لئے یہی ایک شریعت ایک قانون ہدایت ایک رسول اور ایک ہی دین اسلام کافی ہے۔ نہ اب کسی کتاب کی ضرورت ہے نہ کسی رسول اور نبی کی۔ قادیانی جماعت کا خیال ہے کہ قرآن کریم کے سمجھانے کے لئے رسولوں اور نبیوں کا آنا ضروری ہے۔ مگر قرآن کریم نے اس نعمت کو نبی کریم ﷺ پر بدیں الفاظ تمام کر کے نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

”ماکان محمد ابا احمد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئ علیما“ ﴿محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں اور یاد رکھو کہ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔﴾

یہاں تشریح کر دی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ ظاہر طور پر تم میں سے کسی کے باپ تو نہیں۔ یعنی جسمانی حیثیت سے کسی کے باپ نہیں۔ مگر اللہ کے رسول یعنی روحانیت کی تعلیم دینے والے تمہارے جدامجد ضرور ہیں۔ قادیانی جماعت آپ کو روحانی باپ کہتی ہے۔ مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ روحانی باپ کا بیٹا باپ نہیں کہلا سکتا۔ لہٰذا اسے بیٹا ہی کہا جائے گا۔ احمد کو احمد اور غلام احمد کو غلام احمد کہا جائے گا۔ آنحضرت ﷺ کو نبی اور آپؐ کے امتی کو امتی ہی کہا جائے گا۔ جس طرح ایک ہی فرد ایک شخص کا باپ اور اسی کا بیٹا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایک ہی فرد نبی کریم ﷺ کا امتی ہوتے ہوئے آپ کی امت کا نبی نہیں کہلا سکتا۔ ہاں آپ کا پورا پورا متبع اور سچا پیرو ہونے کی حالت میں جب وہ روحانیت کا کوئی بلند درجہ حاصل کرے تو اسے پیر یا ولی اللہ کہا جا سکتا ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ کے امتیوں میں سے کسی کو نبوت مل سکتی تو صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین اس بات کے زیادہ حق دار تھے۔ نبی کریم ﷺ کی اکثر صحیح احادیث سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:

’’عن ابوھریرۃؓ قال قال رسول اللہﷺ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث صحیح)‘‘ ﴿ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ تحقیق رسالت اور نبوت بند ہوچکی ہے۔ نہ کوئی رسول میرے بعد ہوسکتا ہے اور نہ کوئی نبی۔﴾

’’عن ثوبانؓ قال قال رسول اللہﷺ انہ سیکون فی امتی ثلثون کذّابون کلھم یزعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین ولا نبی بعدی ولا تزال طائفۃ من امتی علیٰ الحق ظاھرین لا یضرھم من خالفھم حتیٰ یاتی امراللہ (رواہ ابوداؤد، مسلم، ترمذی)‘‘ ﴿ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول خداﷺ نے فرمایا تحقیق عنقریب میری امت میں سے تیس جھوٹے مدعی نبوت ہوں گے۔ ہر ایک گمان کرے گا کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میری امت میں سے ہمیشہ ایک گروہ حق پر رہے گا۔ ان کو کسی کی مخالفت ضرر نہ دے گی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم یعنی قیامت آجائے۔﴾

اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ تمام فرائض جو بنی اسرائیل کے انبیاء ادا کرتے رہے تھے کس طرح انجام دیئے جائیں گے؟ چونکہ قرآن شریف قیامت تک کے لئے ہے۔ اس لئے ایسے تمام امور کی تشریح بوضاحت کردی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

’’ولتکن منکم امۃ یدعون الیٰ الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون‘‘ ﴿تم میں سے ایک جماعت ایسی بھی ہونی چاہئے جو نیکی کی طرف بلائے۔ اچھے کاموں کا حکم دے اور برائی سے باز رکھے۔ ایسے ہی لوگ ہوں گے جو فلاح پائیں گے۔﴾

اس جماعت کے افراد کو علماء کہا جائے گا۔ یہ نبی کہلانے کے حق دار نہیں۔ چنانچہ نبی کریمﷺ نے فرمایا:

’’علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل‘‘ ﴿میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہوں گے۔﴾

یعنی وہ روحانی تعلیم جو بنی اسرائیل کے نبی اپنی قوم کو دیتے رہے اور جو فرائض وہ ادا کرتے رہے وہ تمام فرائض آپﷺ کی امت کے علماء ادا کریں گے اور آخرت میں ان کو وہی درجات نصیب ہوں گے۔ چنانچہ اپنے حبیب پاک کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے کلمات پر اللہ تعالیٰ بدیں الفاظ مہر تصدیق ثبت فرماتا ہے کہ:

’’ومن یطع اللہ ورسول فاؤلئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھدٰء والصلحین وحسن اولئک رفیقاً ذلک الفضل من اللہ وکفیٰ باللہ علیما‘‘ ﴿جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا۔ یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور تمام نیک لوگوں کے ساتھ ہوگا اور یہ لوگ بڑے ہی اچھے رفیق ہیں۔ یہ بخشش وکرم اللہ کی طرف سے ہے اور دلوں کے بھید جاننے کے لئے اللہ کافی ہے۔﴾

واضح رہے کہ یہاں علماء سے مراد عالم باعمل یعنی صوفی، ولی اور وہ پیر کامل ہیں۔ جن میں روحانیت غالب ہو۔

جو روح کی تمام بیماریوں کی حقیقت سے واقف اور اس کے علاج کے ماہر ہوں۔ ایسے علماء مراد نہیں جو صرف لوگوں کو تعلیم دیں اور خود عمل سے کوسوں دور ہوں۔ کیونکہ نہ ان میں روحانیت پیدا ہو سکتی ہے اور نہ وہ روحانی مسائل کو سمجھ سکتے ہیں۔

پیشتر عرض کیا جا چکا ہے کہ نبوت ایک وہبی یعنی عطائی چیز ہے۔ کوئی شخص اپنے عمل کے زور سے نبی نہیں بن سکتا۔ نبی کے پیرو کو امتی کہتے ہیں۔ نبی پر انوار الٰہی کا عکس براہ راست پڑتا ہے۔ وہ فرشتوں کے ذریعہ علم حاصل کرتا ہے۔ لیکن امتی اپنے نبی کے آئینے سے اپنے آئینۂ دل کو روشن کرتا ہے۔ تاکہ وہ انوار الٰہی کا عکس حاصل کر سکے۔ فی زمانہ اگر کوئی شخص نبی کریم ﷺ کی دی ہوئی تعلیم کے علاوہ کسی اور طریق سے اپنے آئینہ دل کو روشن کرنا چاہتا ہے تو وہ ناممکن ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن وحدیث کی تعلیم میں تاویلات کرتا ہوا یہ دعویٰ کرے کہ مجھے اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ تعلیم دیتا ہے تو اس نے شرک فی الرسالت کیا اور یہ کفر ہے۔ ہاں جس شخص نے آپ ﷺ کی تعلیم پر پورا پورا عمل کیا۔ ہر ممکن طریقہ سے آپ ﷺ کی اتباع کی۔ آپ ﷺ کے نور سے اپنے دل کو منور کیا اور اس طریق سے قرب الٰہی کا درجہ حاصل کر لیا تو بھی وہ نبی نہیں کہلائے گا۔ بلکہ صدیق، ولی، شہید، صالح کہلا سکتا ہے۔ چنانچہ ساڑھے تیرہ سو سال کے عرصہ میں کسی عالم باعمل نے اپنے آپ کو نبی نہیں کہا۔ اگر پیر، ولی کو امتی نبی کہا جا سکتا ہے تو صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک کے تمام اولیاء اور صوفیائے کرام کو نبی کہنا چاہئے تھا۔ مگر چونکہ ایسا کہنا خلاف قرآن واحادیث ہے۔ اس لئے ان الفاظ کا استعمال ہرگز جائز نہیں۔

اس واضح تعلیم کے ہوتے ہوئے اگر کوئی شخص اللہ پر جھوٹے بہتان باندھے کہ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنا کر بھیجا ہے یا کوئی شخص شیطان کے ورغلانے پر کسی جھوٹے نبی کو نبی مان لے اور نور اسلام کو اپنے پھونکوں سے بجھانا چاہئے تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو تسلیم کیا اور یہی شرک ہے۔ چنانچہ ایسے حضرات کے لئے قرآن کریم فرماتا ہے:

”ومن اظلم ممن افترىٰ علىٰ الله الكذب وهو يدى الىٰ الاسلام والله لا يهدى القوم الظالمين ۰ يرويدون ليطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولوكره الكفرون ۰ هوالذى ارسل رسوله باالهدىٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله ولوكره المشركين“ ﴿اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہے اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا۔ خواہ کافروں کو ناگوار ہی گذرے۔ وہ وہی ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے دیگر تمام ادیان پر غالب کرے۔ خواہ وہ مشرکوں کو برا ہی معلوم ہو۔﴾

قادیانی جماعت کا یہ بھی خیال ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی کریم ﷺ کی شریعت پر پورا پورا عمل کر کے اور آپؐ کے آئینہ دل سے عکس حاصل کر کے وہی درجہ حاصل کر لیا ہے۔ اس لئے اس کو ظلی اور بروزی نبی سمجھ لیا۔ حالانکہ یہ ایک سخت غلطی ہے۔ چاند کا عکس جب آئینے میں لیا جائے تو اگرچہ چاند شیشے میں دکھائی دے گا۔ مگر شیشہ چاند نہیں کہلا سکے گا۔ نبی کا عکس لینے سے کوئی شخص نبی نہیں ہو جاتا۔ جس طرح کوئی نبی اللہ تعالیٰ کے انوار کا عکس حاصل کر کے خدا نہیں بن سکتا۔ ایسی غلط فہمیوں کا شکار ہو جانا صریح گمراہی ہے۔ خداوند کریم سب مسلمانوں کو ایسی گمراہی میں مبتلا ہونے سے بچائے۔ آمین!

قادیانی دجل وفریب؟

مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

گزشتہ دنوں ’’آپ کے مسائل اوران کا حل‘‘ کی ڈاک میں قادیانیوں سے قطع تعلق اور بائیکاٹ سے متعلق، راقم الحروف کے ایک جواب کی تردید میں جناب انعام الحق کراچی، کا ایک تفصیلی مکتوب موصول ہوا، جس میں موصوف نے لکھا کہ جب میں نے قادیانیوں سے بائیکاٹ سے متعلق آپ کا جواب، قادیانیوں کو دکھایا تو انہوں نے اس کی تردید وتغلیط میں جو کچھ دکھایا، اُسے دیکھ کر میرا سرشرم سے جھک گیا، اس لئے کہ آپ نے تو مرزا غلام احمد قادیانی کو گستاخ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن لکھا تھا جبکہ قادیانیوں نے مرزا صاحب کی وہ تحریریں دکھائیں، جن سے ان کا عاشق رسول ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پیش نظر تحریر اسی خط کا جواب ہے۔لہٰذا افادہ عام کے لئے وہ خط اور اس کا جواب بصائر وعبر کی جگہ شائع کیا جاتا ہے:

’’.... بخدمت جناب مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب سلام دعا کے بعد عرض ہے کہ آج کے اس معاشرے میں ہر شخص کے بعض لوگوں سے دوستانہ تعلقات ہوتے ہیں، اور یہ اخلاق اور طبیعت کی بنا پر ہوتے ہیں نہ کہ مسلک یا گروہ کی وجہ سے، آپ لاکھ کوشش کرلیں، لوگ نہیں ہٹیں گے، دوسری بات کہ آج ایک بچہ بھی کسی بات کی دلیل یا ثبوت چاہتا ہے۔

میں جنگ کا پرانا قاری ہوں خصوصاً جمعۃ المبارک اقراء صفحہ کا، آئے دن اس میں آپ قادیانیت کے خلاف تو اظہار کرتے ہی تھے، مگر جمعۃ المبارک ۹/مئی ۲۰۰۸ء کو ایک خاتون کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ: قادیانی نہ صرف کافر وزندیق ہیں، یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن اور گستاخ ہیں، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی.. نے حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کی ہے۔

آپ کے اس بیان سے جب قادیانی دوست کو جواب دینے کا کہا تو سرشرم سے جھک گیا اور معلوم ہوگیا کہ جس طرح کافر، تعصب ومخالفت میں اندھے ہوکر ہمارے پیارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر الزامات لگاتے ہیں، اسی طرح آپ مولوی حضرات کررہے ہیں، کیونکہ قادیانی نے اپنے مرزا صاحب کی تحریرات دکھائیں، جن میں لکھا تھا کہ:

’’سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جان محمدؐ سے میری جاں کو مدام دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے‘‘
(درثمین)

☆...... پھر مرزا صاحب کی کتاب آئینہ کمالات اسلام ص:۱۶۰، میں ہے کہ: ’’وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو

انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم... قمر... آفتاب... زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی وسماوی میں نہیں تھا، صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں، جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد ومولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاخیار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

دوسری بات یہ ہے کہ مرزا صاحب کی اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ اسلام کے کمالات کا آئینہ۔

☆...... پھر مرزا صاحب کی ایک اور کتاب اتمام الحجۃ، ص:۳۶ میں ہے:''ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا، وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اے پیارے خدا اس پیارے نبیؐ پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔''

مولوی صاحب! اب غور کر لیں کہ ختم المرسلین ماننے کا بھی ثبوت ہے اور کمال درود وسلام کا بھی۔

☆...... مرزا صاحب کی ایک اور تصنیف سراج منیر، ص:۸۲ میں ہے کہ:''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جواں مرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؐ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں، یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج، جس کا نام محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی۔''

☆...... مرزا صاحب کی کتاب حقیقۃ الوحی ص:۱۱۵ میں ہے:''پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبیؐ جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے، اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا، وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی، وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا، اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی، اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا، اس کو تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام اولین وآخرین پر فضیلت بخشی.... ہر ایک فضیلت کی کنجی اسؐ کو دی گئی ہے۔''

☆...... چشمہ معرفت ص:۲۸۸ میں ہے:

''محمد عربی بادشاہ دوسرا، کرے ہے روح جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پر کہتا ہوں، کہ اس کے مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی''

☆...... اتمام الحجۃ ص:۳۶ میں ہے کہ:''اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ، ایوبؑ اور مسیحؑ بن مریم، ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے، یہ اس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اللھم صل وسلم و بارك عليه وآله واصحابه اجمعين۔''

☆...... جہاں تک حضرت مسیح ابن مریم کی توہین کا الزام ہے تو یہ بھی قادیانیوں کو ہی سچا ثابت کرتا ہے کہ اگر مرزا صاحب انگریزوں کے خودکاشتہ تھے تو ان کے خدا کی توہین کیونکر کر سکتے تھے؟ جب کہ مرزا صاحب حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی سچا اور برحق نبی مانتے تھے۔

☆...... اپنی تصنیف تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن ج:۱۲، ص:۲۷۲ پر ہے: ''مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے اور ان میں سے ہے جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں۔''

☆...... کتاب البریہ روحانی خزائن ج:۱۳، ص:۱۵۳ میں ہے: ''ہم لوگ... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک صادق اور راست باز اور ہر ایک ایسی عزت کا مستحق سمجھتے ہیں جو سچے نبی کو دینی چاہئے۔''

☆...... قادیانیوں کے بہت سارے حوالوں میں سے میں نے چند عرض کئے ہیں۔ اب آپ پر لازم ہے کہ اپنی بات کہ مرزا صاحب نے تمام نبیوں کی توہین کی ہے۔ ثابت کریں۔ اگر ایسا نہ کیا تو کس کا جھوٹا ہونا ثابت ہوگا؟۔ منجانب: انعام الحق، کراچی'۔ ۱۴/ ۵/ ۲۰۰۸ء

ج: میرے عزیز! اللہ تعالیٰ آپ کی غلط فہمیوں کو دور فرمائے اور آپ کو قادیانی مکر و عیاری سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین، آپ کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے مختصراً دو چار باتیں عرض کرنا چاہوں گا، اگر آپ نے خالی الذہن ہوکر ان کو پڑھا اور غور و فکر کیا تو انشاء اللہ آپ کی شرمندی دور ہوکر آپ کی تشفی ہو جائے گی، ملاحظہ ہوں:

۱...... آپ کی یہ بات حقائق کے خلاف ہے کہ آدمی کسی سے دوستی محض اخلاق و محبت کی بنا پر لگاتا ہے، یہ بات کسی غیر مسلم اور لامذہب کی حد تک تو شاید درست ہو، کیونکہ ان کے ہاں دین، مذہب، قبر، آخرت اور جنت و جہنم کی کوئی اہمیت نہیں ہے، جہاں تک مسلمانوں اور دین داروں کا تعلق ہے، وہ اپنے ہر قول، فعل اور عمل میں دین، مذہب، قبر، آخرت، جنت اور جہنم کے نفع نقصان کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

۲...... آپ نے لکھا ہے کہ میں نے ایک خاتون کے جواب میں قادیانیوں کو'' کافر، زندیق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن و گستاخ'' لکھا ہے، پھر جب آپ نے قادیانی دوستوں کو جواب دینے کے لئے کہا تو انہوں نے گویا مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب کے حوالہ سے ثابت کیا کہ مرزا صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے گستاخ اور بے ادب نہیں تھے، بلکہ وہ تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق تھے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی راست باز اور اولوالعزم نبی جانتے اور مانتے تھے۔

میرے عزیز! قادیانیوں نے آپ کو مرزا غلام احمد قادیانی کی تصویر کا ایک رخ دکھایا ہے اور انہوں نے آپ کو مرزا غلام احمد قادیانی کی وہ عبارتیں دکھائیں ہیں، جو اس کے دعویٰ نبوت، مسیحیت سے پہلے کی تھیں یا اس کی متضاد تحریروں میں سے ان مضامین پر مشتمل تھیں، جن میں اس نے شرافت کا مظاہرہ کیا ہے۔ میرے عزیز! جیسے مرزا غلام احمد قادیانی کے ''رخ زیبا'' کے دو پہلو تھے، ایک آنکھ ٹھیک تھی تو دوسری بھینگی۔ ٹھیک اسی طرح اس کی تحریرات اور کتب کے چہرہ کے بھی دو رخ تھے، ایک خوشنما تو دوسرا بھیانک اور ڈراؤنا۔ اس لئے آپ کے مرزائی دوستوں نے آپ کو مرزا جی کی تحریروں کا نام نہاد خوشنما منظر اور شریفانہ پہلو دکھایا اور آپ اس سے متاثر ہوکر شرمندہ ہو گئے۔

میرے عزیز! یہ مرزائیوں کا پرانا حربہ ہے کہ وہ جب کسی بھولے بھالے مسلمان کو گھیرتے ہیں، تو پہلے پہل اُسے مرزا غلام احمد قادیانی کے بھیانک عقائد ونظریات اور باعث نفرت تحریریں نہیں دکھاتے، ہاں جب کوئی انسان مکمل طور پر ان کے رنگ میں رنگ جاتا ہے تب وہ اس کو مرزاجی کی اصل تصویر دکھاتے ہیں، چونکہ اس وقت تک وہ اپنی متاعِ دین وایمان غارت کرچکا ہوتا ہے اور اپنی کشتیاں جلاکر قادیانی جہنم میں کود چکا ہوتا ہے، اس لئے وہ اپنے اندر قادیانی نوازشات سے منہ موڑنے کی ہمت وجرأت نہیں پاتا۔

یہ دوسری بات ہے کہ بعض اوقات کچھ خوش قسمت، حقیقتِ حال واضح ہوجانے کے بعد، قادیانیت پر دو حرف بھیج کر دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آتے ہیں، چنانچہ قادیانیوں کے دجل اور ایک سلیم الفطرت انسان کی قادیانیت سے تائب ہونے کی داستان اور تفصیلات ملاحظہ ہوں:

’’خاکسار کا نام محمد مالک ہے‘ عرصہ دراز سے جرمنی میں مقیم ہوں‘ میری جرمن بیوی ہے‘ جس سے چار بچے ہیں‘ پھولوں کی دو دکانیں ہیں‘ یہاں ذاتی مکان ہے‘ شکر الحمدللہ کہ اچھی گزر بسر ہورہی ہے۔

میرے احمدی دوست بلکہ اب قادیانی کہنا مناسب ہوگا‘ کافی تھے‘ ان ہی سے امام مہدی کا ذکر سُنا اور قادیانی ہوگیا‘ مجھے بتایا گیا کہ یہ وہی امام مہدی ہے‘ جس کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ یہ ۲۶/ دسمبر ۱۹۹۸ء کا واقعہ ہے۔ مجھ پر گھر والوں‘ دوستوں اور رشتہ داروں کا بہت دباؤ پڑا مگر میں ثابت قدم رہا‘ میں نے سو مساجد اسکیم کے تحت (قادیانیوں کو) بیس ہزار مارک دینے کا وعدہ بھی کیا‘ جس میں سے تقریباً سولہ ہزار کی ادائیگی کردی‘ ماہانہ چندہ مع فیملی کے تقریباً چار سو مارک دیتا رہا‘ تقریباً ایک سال میں مجلس انصار اللہ جماعت نِل ہائم کا زعیم بھی رہا۔ چند ماہ قبل ایک قادیانی دوست نے ہی مجھے بتایا کہ: ’’ہم مرزا غلام احمد کو صرف امام مہدی ہی نہیں بلکہ نبی اور رسول بھی مانتے ہیں اور ایک جگہ مرزا صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ: میں نے کشف میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ میرے جسم میں داخل ہوگیا اور مجھ میں تحلیل ہوگیا اور میں نے محسوس کیا کہ اب میں ہی خدا ہوں اور اس کے بعد ساری دنیا میں نے بنائی وغیرہ وغیرہ۔‘‘

میں نے اسی وقت جماعت سے رابطہ کیا اور کہا کہ مجھے دھوکہ میں رکھا گیا ہے‘ مجھے بتایا گیا کہ ہم قرآن اور حدیث کی روشنی میں یہ سب کچھ ثابت کرسکتے ہیں۔ میں نے کہا کہ محترم مربی جلال شمس صاحب تشریف لائیں اور میں مسلمان علماء سے رابطہ کرتا ہوں‘ دونوں آمنے سامنے بیٹھیں‘ جو بھی سچا ہوگا‘ میں مان لوں گا۔‘‘ (پیکر اخلاص، ص:۹۰،۹۱)

اس کے ساتھ ساتھ مولانا منظور احمد الحسینیؒ کے مناظرہ کولون، جرمنی، کی تفصیلی روئیداد میں ہے کہ محمد مالک نے مناظرہ کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے مجلس مناظرہ کے شرکاء سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ:

’’آج سے دو سال پہلے میں قادیانی ہوا تھا‘ اور مجھے قادیانیوں نے بتلایا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے صرف مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے‘ مگر کچھ دنوں پہلے مجھے یہ معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے نبی‘ رسول اور خدا ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے‘ لہٰذا میں نے یہ مجلس اسی لئے منعقد کرائی ہے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے‘ میں مسلمانوں کے نمائندے مولانا منظور احمد الحسینی سے درخواست کروں گا کہ وہ قادیانی کتب کے حوالے سے بتلائیں

کہ مرزا قادیانی نے یہ دعاوی کئے ہیں یا نہیں؟ چنانچہ مولانا منظور احمد الحسینیؒ نے تمام حاضرین کے سامنے بالتفصیل قادیانی کتب سے یہ ثابت کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲۰۰ سے زائد دعاوی کئے ہیں' جن میں سے اس کا ایک دعویٰ نبوت ورسالت کا ہے' دوسرا دعویٰ اس نے یہ کیا کہ نعوذ باللہ وہ خود محمد رسول اللہ بن گیا ہے اور تیسرا دعویٰ اس نے خدا ہونے کا کیا ہے اور انہوں نے ان دعاوی کو مرزا قادیانی کی کتابوں ''روحانی خزائن'' سے' جو ساری ان کے پاس اس وقت موجود تھیں' ثابت کیا۔ علم و دلائل کی روشنی میں قادیانی مربی اور ان کے رفقاء لاجواب و مبہوت ہوگئے۔ چنانچہ ان تمام حوالہ جات کو سن کر محمد مالک دوبارہ کھڑے ہوئے اور مرزائیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ: ''مجھے تم نے دو سال تک دھوکہ دیئے رکھا' آج تمہاری کتابوں سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مذکورہ بالا یہ تمام دعاوی کئے تھے' آج مجھ پر یہ حقیقت حال واضح ہوگئی ہے' لہٰذا میں سب حاضرین کے سامنے اعلان کرتا ہوں کہ آج سے میرا قادیانی مذہب سے ہر طرح کا تعلق ختم ہے' یہ جھوٹا مذہب تمہیں مبارک ہو' اور میں توبہ کر کے اسلام میں داخل ہوتا ہوں۔'' (پیکر اخلاص، ص:۸۴،۸۵)

میرے عزیز! یہ قادیانیوں کی پرانی اور غلیظ روش رہی ہے کہ وہ سیدھے سادے مسلمانوں کو دھوکا سے گمراہ کرتے ہیں، اس لئے وہ شروع شروع میں انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی حقیقی تصویر نہیں دکھاتے۔

لہٰذا مناسب ہوگا کہ آپ کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے آپ کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کی حضرات انبیاء کرامؑ کی توہین وتنقیص پر مبنی غلیظ تصریحات پیش کر دی جائیں، تاکہ آپ کے سامنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی نکھر کر سامنے آجائے۔

میرے عزیز! آپ کو قادیانیوں نے بتلایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ نہیں بلکہ مداح تھا اور انہوں نے آپ کو مرزا کی وہ عبارتیں دکھائیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ چشم بد دور! مرزا قادیانی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق تھا۔

میرے عزیز! یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ مرزا جی ماں کے پیٹ سے کافر، مرتد، زندیق اور دجال پیدا نہیں ہوا تھا، بلکہ وہ بعد میں انگریزوں کی تحریک اور ان کے ایماء پر گستاخ و مرتد بنا تھا، اس لئے اس کی شروع کی کتابوں اور تحریروں میں وہ کچھ نہیں تھا، جو اس نے بعد میں اُگلا، لہٰذا جب وہ دائرہ اسلام سے نکل کر مرتد ہوگیا، تو اس نے اپنی کتابوں میں کیسی کیسی گستاخیاں کیں؟ ان میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں:

۱...... چنانچہ جب غلام احمد قادیانی مرتد و زندیق ہوگیا اور اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل و برتر جاننے لگا تو اس نے لکھا: ''آسمان سے کئی تخت اترے، مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔'' (مرزا کا الہام، مندرجہ تذکرہ، ص:۱۴۳، طبع دوم)

بتلایئے! اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی نہیں؟ کیا اپنے تخت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت سے اونچا قرار دینا، اپنی برتری وافضلیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتنقیص کی دلیل نہیں؟

۲...... مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو نعوذ باللہ! محمد رسول اللہ کہتا اور باور کراتا تھا، اس لئے اس

نے لکھا: ’’محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ‘‘... اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی...‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ، ص:۳، مندرجہ روحانی خزائن، ص:۲۰۷، ج:۱۸ مطبوعہ ربوہ)

آپ ہی بتلایئے! کیا اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق ٹھہرانا، اللہ کی ذات پر بہتان وافتراء، قرآن کریم کی تحریف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی نہیں؟

۳...... مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بعینہٖ محمد رسول اللہ! کہتا اور سمجھتا تھا، آخر کیوں؟ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے اس نے خود لکھا کہ چونکہ حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ کا دوبارہ دنیا میں آنا مقدر تھا، پہلی بار آپ مکہ مکرمہ میں محمد رسول اللہ کی شکل میں آئے اور دوسری بار قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں، اس لئے نعوذ باللہ! وہ خود محمد رسول اللہ ہے، مرزا کی گستاخی ملاحظہ ہو: ’’اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے (یعنی چھٹی صدی مسیح میں) ایسا ہی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کرکے چھٹے ہزار (یعنی تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے۔‘‘ (روحانی خزائن، ص:۲۷۰، ج:۱۶)

آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل، بروز اور عکس قرار دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات سے اپنے آپ کو متصف باور کرانا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی نہیں؟

۳...... جب مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ عقیدہ ہو کہ اس کا وجود نعوذ باللہ بعینہٖ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے اور یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرزا کا روپ دھار کر دوبارہ قادیان میں آئے ہیں، تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے تمام کمالات وامتیازات بھی مرزا کی طرف منتقل ہوگئے ہیں، چنانچہ ملاحظہ ہو: ’’جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا، جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا؟‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ، ص:۱۸، روحانی خزائن، ص:۲۱۲، ج:۱۸)

میرے عزیز! ذرا اس پر بھی غور کریں کہ اگر کوئی شخص آپ سے یہ کہے کہ میں آپ کا باپ ہوں، کیونکہ تمہارے والد کے تمام کمالات وصفات مجھ میں ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا یہ تمہارے والد اور اس کی اولاد کی گستاخی نہ ہوگی؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے تو آپ ہی بتلایئے: مرزا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں یہ کہنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کیوں نہ ہوگی؟ گستاخی معاف! کیا اس کا یہ معنی نہ ہوگا کہ آپ کے باپ سے متعلق تمام حقوق وفرائض بھی اب میری طرف منتقل ہوگئے ہیں، لہٰذا آج کے بعد اس کی جائیداد تمام املاک، اور نقد وغیرہ کا بھی میں ہی مالک ہوں، اور تمہاری اماں کا شوہر بھی میں ہی ہوں، آپ ہی بتلائیں کہ آپ ایسے گستاخ وموذی کو اپنے والد سے محبت کرنے والا کہیں گے یا اس کا گستاخ وبے ادب؟

۴...... مرزا غلام احمد قادیانی، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو خاتم النبیین نہیں مانتا، البتہ اس کے برعکس اپنے آپ کو خاتم النبیین ضرور باور کراتا ہے، ملاحظہ ہو:

الف...... ’’میں بار بار بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: ’’وآخرین منہم لما یلحقوا بہم ‘‘

بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ،ص:۱۸،روحانی خزائن،ص:۲۱۲،ج:۱۸)

آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ ایسا کہنے اور لکھنے والا زندیق، مرتد اور گستاخ ہے یا نہیں؟ لیجئے مرزا کی گستاخی کا ایک اور حوالہ پڑھیئے:

ب...... ''مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں، اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔'' (کشتی نوح،ص:۵۶،مندرجہ روحانی خزائن،ص:۶۱،ج:۱۹)

۵...... مرزا غلام احمد قادیانی ایک طرف اپنے آپ کو نعوذ باللہ! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل، بروز اور عکس قرار دیتا ہے اور دوسری طرف وہ اپنے آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شان میں بڑھ کر بھی قرار دیتا ہے، کیا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی نہیں؟۔ ملاحظہ ہو:''جس نے اس بات کا انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے، جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی، بس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا، بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اِن دنوں میں بہ نسبت اُن سالوں کے، اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، بلکہ چودھویں رات کی طرح ہے۔''

(خطبہ الہامیہ،ص:۱۸۱،روحانی خزائن ص:۲۷۱،ج:۱۶)

کیا خیال ہے جو مردود و ملعون یہ ہرزہ سرائی کرے کہ میری بعثت کی روحانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی روحانیت سے اقویٰ، اکمل اور اشد ہے یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر ہے، وہ ملحد و بے دین ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ کہلائے گا؟ یا آپ کا عاشق صادق اور مداح؟

۶...... مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک چہیتے مرید ظہور الدین اکمل نے مرزا کی شان میں منقبت کہی اور اس نے مرزا کو وہ منقبت سنائی تو مرزا نے نہ صرف یہ کہ اس کی تردید نہ کی، بلکہ اس کو اعزاز و اکرام سے نوازا، لیجئے! ظہور الدین اکمل کی نظم کے چند اشعار سن کر فیصلہ کیجئے! کہ قادیانیوں کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بڑھ کر ہے؟ یا ملعون مرزا کی؟

''امام اپنا عزیزو اس جہاں میں غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر مکان اس کا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہے بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں''

(اخبار بدر قادیان،۲۵/اکتوبر ۱۹۰۶ء بحوالہ قادیانی مذہب،ص:۳۳۶)

۷...... اسی طرح قادیانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکے کی بعثت کو ہلال یعنی پہلی کا چاند اور مرزا غلام

احمد قادیانی کی بعثت کو چودھویں کا چاند تصور کرتے ہیں، ظاہر ہے ہلال یعنی پہلی کا چاند نامکمل، باریک اور بے نور ہوتا ہے اور چودھویں کا چاند مکمل اور چمکتا ہوا ہوتا ہے، لیجئے مرزا قادیانی کی گستاخی ملاحظہ ہو: ’’اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخری زمانہ میں بدر (چودھویں کا چاند) ہو جائے، خدا تعالیٰ کے حکم سے، پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے، جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو، (یعنی چودھویں صدی)۔‘‘ (خطبہ الہامیہ،ص:۱۸۴، روحانی خزائن،ص:۲۷۵، ج:۱۶)

۸...... مرزا غلام احمد قادیانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا مقام بڑھاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹاتے ہوئے لکھتا ہے کہ نعوذ باللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی بعثت کا زمانہ روحانی ترقیات کا پہلا قدم تھا اور چشم بددور! قادیانی ظہور کا زمانہ روحانی ترقیات کی آخری معراج تھا، چنانچہ ملاحظہ ہو: ’’ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے پانچویں ہزار میں (یعنی مکی بعثت میں) اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا، بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا، پھر روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح تجلی فرمائی۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص:۱۷۷، روحانی خزائن،ص:۲۶۶، ج:۱۶)

۹...... اسی طرح مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ! غلام احمد قادیانی کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تھا، ملاحظہ ہو: ’’حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا... اور یہ جزوی فضیلت ہے، جو حضرت مسیح موعود کو (غلام احمد قادیانی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حاصل ہے، نبی کریم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی، اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ان کا پورا ظہور ہوا۔‘‘ (ریویو مئی ۱۹۲۹ء، بحوالہ قادیانی مذہب،ص:۲۶۶، طبع نہم لاہور)

بتلایا جائے کہ مرزا کے ذہنی ارتقاء کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہنی ارتقاء سے برتر قرار دینا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمدن کو ناقص قرار دینا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قابلیت کی نفی کرنا اور مرزا کی استعداد و قابلیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد و قابلیت سے بڑھ کر قرار دینا گستاخی نہیں؟

۱۰...... مرزا غلام احمد قادیانی کی امت اور ذریت کا عقیدہ ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتا ہے اور آپ پر ایمان لاتا ہے، جب تک وہ غلام احمد قادیانی پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے، گویا حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنا اور آپ پر ایمان لانا باعثِ نجات نہیں، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لانا باعثِ نجات ہے، بتلایا جائے کہ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہوں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی اور گستاخ نہیں؟ ملاحظہ ہو:

الف...... ’’ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘

(کلمۃ الفصل،ص:۱۱۰، بشیر احمد ایم اے)

ب...... ’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج

ہیں۔“ (آئینہ صداقت، ص:۳۵، از مرزا محمود احمد قادیانی)

ج...... ”ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔“

(انوار خلافت، ص:۹۰، از مرزا محمود احمد قادیانی)

میرے عزیز! دیکھئے قادیانی کس قدر گستاخ ہیں کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و شریعت کو باعث نجات نہیں سمجھتے اور ان کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا نجاتِ آخرت کا ذریعہ نہیں ہے۔ بتلایئے! یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار ہے یا توہین و تنقیص کا؟ ارشاد فرمایئے کہ یہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی ہے یا مدح سرائی؟

۱۱...... قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو نہ صرف باعث نجات نہیں سمجھتے بلکہ نعوذ باللہ! وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و شریعت کو منسوخ اور ناقابل اعتبار سمجھتے ہیں، لیجئے ملاحظہ کیجئے:

الف...... ”ان کو کہہ! کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔“ (مرزا قادیانی کا الہام: حقیقت الوحی، ص:۸۲، روحانی خزائن ص:۸۵، ج:۲۲)

ب...... ”چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے، اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا... اب دیکھو! خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدارِ نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔“ (اربعین نمبر۴، ص:۷، روحانی خزائن:۴۳۵، ج:۱۷)

۱۲...... صرف یہی نہیں، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاں جس اسلام میں مرزا غلام احمد نہ ہوں وہ مردہ ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو: ”غالباً ۱۹۰۶ء میں خواجہ کمال الدین صاحب کی تحریک سے اخبار وطن کے ایڈیٹر کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب نے ایک سمجھوتا کیا کہ ریویو آف ریلیجنز میں سلسلہ کے متعلق کوئی مضمون نہ ہو، صرف عام اسلامی مضامین ہوں اور وطن کے ایڈیٹر رسالہ ریویو کی امداد کا پروپیگنڈا اپنے اخبار میں کریں گے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو ناپسند فرمایا اور جماعت میں بھی عام طور پر اس کی بہت مخالفت کی گئی، حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا مجھے چھوڑ کر تم مردہ اسلام دنیا کے سامنے پیش کرو گے؟“ (ذکرِ حبیب مولفہ مفتی محمد صادق قادیانی، ص:۱۴۶، طبع اوّل قادیان)

۱۳...... میرے عزیز! مرزا غلام احمد قادیانی کی گستاخیوں کی ذنبیل میں ایک آدھ نہیں ہزاروں زہر سے بجھے ہوئے تیر ہیں، چنانچہ وہ اپنی نبوت کے بغیر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو محض قصے، کہانیوں کا مجموعہ، لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت قرار دیتا ہے، لیجئے پڑھیئے: ”وہ دین، دین نہیں اور وہ نبی، نبی نہیں ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ (یعنی نبوت، ناقل) سے مشرف ہو سکے، وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر (یعنی شریعت محمدیہ پر جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے، ناقل) انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں، بلکہ پیچھے رہ گئی ہے... سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں

شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم ص:۱۳۸،۱۳۹، روحانی خزائن ص:۳۰۶، ج:۲۱)

۱۴...... اس کے علاوہ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ قادیانی جہاں محمد رسول اللہ یا نبی آخرالزمان کہہ کر کر اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہیں، اس کا مصداق ان کے ہاں ہمارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہوتے، بلکہ ان کے ہاں اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہوتا ہے، اس لئے کہ ان کے نزدیک نعوذ باللہ "محمد رسول اللہ والذین معه" کا مصداق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے لئے کوئی نیا کلمہ بھی ایجاد نہیں کیا، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے: "ہاں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے آنے سے (کلمہ کے مفہوم میں) ایک فرق ضرور پیدا ہوگیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بعثت سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے، مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بعثت کے بعد "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی، لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا کلمہ باطل نہیں ہوتا، بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے (کیونکہ زیادہ شان والا نبی مرزا غلام احمد قادیانی اس کے مفہوم میں داخل ہوگیا، ہاں مرزا کے بغیر یہ کلمہ مہمل، بے کار اور باطل رہا، اسی وجہ سے مرزا پر ایمان لائے بغیر اس کلمہ کو پڑھنے والے کافر، بلکہ پکے کافر ٹھہرے، ناقل) غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی آمد نے "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی ہے۔"

(کلمۃ الفصل، ص:۱۵۸، مولفہ بشیر احمد ایم اے قادیانی)

گویا مسلمان تو اس کلمہ میں "محمد رسول اللہ" سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیتے ہیں، لیکن قادیانی اس کلمہ میں مذکور "محمد رسول اللہ" سے مراد بعثت ثانیہ کا بروزی مظہر مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں۔

۱۵...... مرزا غلام احمد قادیانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی توہین کرتے ہوئے یہاں تک کہتا ہے کہ: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے، حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی تھی۔" (مرزا غلام احمد قادیانی کا مکتوب، مندرجہ الفضل قادیان، ۲۲/ فروری ۱۹۲۴ء)

۱۶...... صرف یہ نہیں کہ قادیانیوں کے ہاں مرزا غلام احمد قادیانی نعوذ باللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تھے، بلکہ ان کے ہاں تو ہر شخص ترقی کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے، لیجئے ملاحظہ کیجئے: "یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے، حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔" (نعوذ باللہ) (اخبار الفضل قادیان، ۱۷/ جولائی ۱۹۲۲ء)

میرے عزیز! ان مختصر سی تصریحات اور تفصیلات کے بعد میرے خیال میں آپ کی یہ غلط فہمی دور ہوجانی چاہئے کہ: "مولوی قادیانی مخالفت اور تعصب میں اندھے ہوگئے ہیں" بلکہ قادیانیوں اور ان کے نام نہاد نبی کے، ایسے کرتوت ہیں کہ ان کو پڑھ، سن کر تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے، اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ قادیانی، نبی امی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے باغی وگستاخ ہیں یا مداح وثناء خواں؟۔

آپ کے سوال کا دوسرا جز یہ تھا کہ: ’’جہاں تک حضرت مسیح ابن مریم کی توہین کا الزام ہے، تو یہ بھی قادیانیوں کو ہی سچا ثابت کرتا ہے کہ اگر مرزا صاحب انگریزوں کے خود کاشتہ تھے تو ان کے خدا کی توہین کیوں کر سکتے تھے؟ جبکہ مرزا صاحب حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی سچا اور برحق جانتے تھے۔‘‘

میرے عزیز! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مرزا صاحب انگریز کے خود کاشتہ تھے، یہ ہم نے نہیں لکھا، بلکہ یہ مرزا صاحب کا اپنا اقرار ہے، لہٰذا اس کے لئے ہمیں اپنی طرف سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ خود مرزا جی نے واضح طور پر لکھا ہے کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں، ملاحظہ ہو:

’’صرف یہ التماس ہے کہ سرکارِ دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس ’’خود کاشتہ پودا‘‘ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھے کہ مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے، لہٰذا ہمارا حق ہے کہ خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار، دولت مدار کی پوری عنایت اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تا کہ ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔‘‘ (درخواست بحضور نواب لیفٹنٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب: خاکسار مرزا غلام احمد، از قادیان، مورخہ ۲۴/فروری ۱۸۹۸ء، مجموعہ اشتہارات، ج:۳، ص:۲۲)

رہی یہ بات کہ مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو راست باز سمجھتے تھے اور انہوں نے ان کی توہین نہیں کی، اس کے لئے مرزا جی کی درج ذیل دل آزار اور توہین و تنقیص پر مبنی تحریریں ملاحظہ ہوں:

۱...... ’’پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن ص:۲۸۸، ج:۱۱، حاشیہ ص:۴)

۲...... ’’ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔‘‘ (ضمیمہ آنجام آتھم، روحانی خزائن ص:۲۸۹، ج:۱۱ حاشیہ ص:۵)

۳...... ’’مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں، کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔‘‘ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص:۵)

۴...... ’’یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔‘‘ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص:۵)

۵...... ’’جن جن پیشین گوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت تورات میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا ہے، ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔‘‘ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص:۵)

۶...... ’’اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں

کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا میری تعلیم ہے۔“ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص:۶)

۷...... ”آپ کی انہی حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے۔“ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص:۶/۱۲)

اس عبارت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کے علاوہ حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت بھی لگائی گئی ہے نیز اس میں قرآن مجید کی تکذیب بھی ہے، کیونکہ حقیقی بھائی تو وہی ہوگا جو ماں باپ دونوں میں شریک ہو، لہٰذا یہ نص قرآن کے خلاف ہے اور یہاں عیسیٰ علیہ السلام کے باپ اور مریم علیہا السلام کا خاوند ثابت کیا گیا۔

۸...... ”عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں، مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔“ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص:۶)

۹...... ”ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو، یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔“ (ص:۷، روحانی خزائن، ص:۲۹۱، ج:۱۱)

۱۰...... ”مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا، جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے، خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔“ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص:۷)

۱۱...... ”اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کردیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔“ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص:۷/۷)

۱۲...... ”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص:۷/۷)

۱۳...... ”آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری (کسبی) کو موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگادے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔“ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص:۷/۱۴)

۱۴...... ”مسیح علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیؤ، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔“ (مکتوبات احمدیہ، ج:۳، ص:۲۱ تا ۲۴)

۱۵...... ”سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔“ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص:۷/۱۴)

ان عبارات میں جو عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دی گئی ہیں، ان کا جواب مرزا صاحب کی طرف سے جو خود مرزا صاحب نے دیا ہے یہ ہے:

۱۶...... ”اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔“ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص:۹، روحانی خزائن، ص:۲۹۳، ج:۱۱)

۱۷...... ’’اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا، جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔‘‘ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص:۹/۴)

۱۸...... ’’پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے، چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔‘‘ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم، ص:۹/۶)

اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ آپ کے قادیانی دوستوں نے آپ کو مرزا صاحب کی جو تصویر دکھائی ہے، وہ صحیح ہے یا محض دجل وفریب!

میرے عزیز! یہ مختصر سا جواب اس کا متحمل نہیں کہ اس میں مرزا صاحب کی تمام مغلظات کی تفصیلات درج کی جائیں، اگر تفصیلات دیکھنا ہوں تو حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ کی ’’مغلظاتِ مرزا‘‘ اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی تحفۂ قادیانیت جلد اول اور خصوصاً ’’قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین‘‘ کا مطالعہ فرمالیں۔

تاہم آپ مرزائی دوستوں کو یہ پیشکش کر سکتے ہیں کہ وہ مندرجہ بالا تمام حوالوں کو مرزا صاحب کی اصل کتابوں سے چیک کر سکتے ہیں، اگر ان میں سے کوئی حوالہ غلط ثابت ہو تو وہ پاکستان کی کسی عدالت میں اس کو چیلنج کر کے میرے خلاف ہرجانہ کا دعویٰ کر سکتے ہیں اور عدالت جو جرمانہ طے کرے، میں اس کی ادائیگی کے لئے تیار ہوں۔ مگر میرے عزیز! یہ چیلنج کرتا ہوں کہ قادیانی زہر کا پیالہ پینا تو گوارا کریں گے مگر ان مندرجہ بالا حوالوں میں سے کسی کو چیلنج کرنے کو تیار نہ ہوں گے، اس لئے کہ اندر سے وہ بھی جانتے ہیں اور ان کو بھی یقین ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا، دجال، کافر، مرتد، زندیق اور بدترین گستاخ تھا، اس نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام کو بے نقط سنائی ہیں بلکہ اس نے تو اللہ تعالیٰ کی شان میں بھی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے، مگر ناس ہو ہواؤ ہوس، دنیاوی مفادات اور تعصب کا، جو انہیں حق پر غور وفکر کی اجازت نہیں دیتے، میرے عزیز جیسا کہ میں نے لکھا کہ اس نے حضرات انبیاً کرام کیا، خود ذات باری تعالیٰ کی بھی گستاخی کی ہے۔

ان تفصیلات کے بعد آپ ہی بتلائیں کہ ایسے میں اگر کوئی مسلمان، مرزا قادیانی اور اس کی امت کے غلیظ عقائد ونظریات کی حقیقی تصویر دکھلاتے ہوئے مسلمانوں کو اس کے گمراہ کن عقائد سے بچنے یا ان سے میل جول نہ رکھنے کی تلقین کرے، تو اس نے کون سا جرم کیا ہے کہ اس کو تعصب کا طعنہ دیا جائے؟

بہرحال اب آپ کا فرض ہے کہ اپنے قادیانی دوستوں کو میرا جواب دکھائیں اور ان سے اس کے جواب کا مطالبہ کریں اور امت کو قادیانیوں کے دجل وفریب سے آگاہ کریں اور خود بھی ان سے قطع تعلق کرلیں اور نوجوان نسل کو بھی ان کے اضلال وگمراہی سے بچائیں، تاکہ کل قیامت کے دن آپ کا باغیانِ نبوت کے بجائے ناموس رسالت کے پاسبانوں کے ساتھ حشر ہو اور آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا شرف واعزاز حاصل ہو۔

وما ذلک علی اللّٰہ بعزیز ۰ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین!

حیاتِ فیضؒ!

قسط نمبر:۵

مولانا خدا بخش ملتانی

قیامِ مکتبہ:

مولاناؒ کے استاذِ مکرم مفتیٔ اعظم مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیروی ملتانیؒ تجارۃِ کُتب کرتے تھے اور بلا تنخواہ جامعہ خیرالمدارس اور جامعہ قاسم العلوم میں فقہ اور زیادہ تر حدیث کے اسباق پڑھاتے تھے، مولاناؒ اسے بہت پسند کرتے تھے، فطری طور پر کچھ پہلے ہی تجارتی ذہن تھا، جیسا کہ شروع مضمون میں گذر چکا ہے، ہمیں پڑھانے کے زمانے میں اپنی اس دلی خواہش کا اظہار فرماتے رہتے تھے، یہ سبب اول تھا قیامِ مکتبہ کا۔ خیرالمدارس کے آخری دو سالوں میں مولاناؒ نے مشکوٰۃ شریف پڑھائی اور بڑی محنت سے پڑھائی، مولاناؒ کی یہ فطرت تھی کہ آپ کوئی کام بھی شروع کرتے، تو بڑی محنت اور لگن سے کرتے تھے، جیسا کہ ''ککری کلاں'' میں دوکان، تجارت وغیرہ میں محنت کی تھی، مولاناؒ پہلے سال مشکوٰۃ شریف کے مطالعہ میں روزانہ چار گھنٹے صرف کرتے تھے، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، التعلیق الصبیح، مظاہر حق، بذل المجہود، اوجز المسالک وغیرہ سے اقتباسات لے کر اپنی بیاض میں تحریر کر لیتے تھے، بس وہ ایک سال کی محنت ہمیشہ کے لیے مشکوٰۃ پڑھانے کے واسطے کافی ہوگئی۔ یہ تو تھی تمہید۔ اصل مقصودی بات یہ ہے کہ مولاناؒ نے مطالعہ کے لیے مرقاۃ کا جو نسخہ مدرسہ کے کتب خانہ سے لیا تھا، وہ اتنا خستہ تھا اور بوسیدہ تھا کہ احتیاط کے ساتھ ورق الٹنے سے بھی ورق ٹوٹ جاتا، دوسرے سال وہ نسخہ بھی کتب خانے سے نہ مل سکا، مولاناؒ نے دل میں عزمِ صمیم کر لیا کہ کسی نہ کسی طرح مرقاۃ چھاپی جائے تاکہ اس گراں قدر علمی خزانہ سے مدرسین اور دیگر علماء کرام استفادہ کر سکیں، اور اس کی افادیت عام ہو جائے۔ قیامِ مکتبہ کا یہ سبب اول ہے۔ مرقاۃ کے وجود میں آنے کے بعد اکثر شُرّاحِ حدیث نے اس سے استفادہ کیا ہے اور اب تک استفادہ کرتے چلے آرہے ہیں، مرقاۃ صرف مشکوٰۃ کی شرح ہی نہیں بلکہ صحاح ستہ کی اکثر و بیشتر احادیث کی تشریح میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے، بذل المجہود اور تحفۃ الاحوذی میں اس سے خوب استفادہ کیا گیا ہے، یہ قیامِ مکتبہ کا سبب دوم ہے۔ مولاناؒ فرماتے ہیں کہ میں کثرۃِ مطالعہ اور تدریس میں زیادہ محنت کرنے کی وجہ سے اکثر نزلہ وزکام میں مبتلا رہنے لگا، بدن میں زیادہ حرارت محسوس ہونے لگی، کبھی کبھی شبہ ہوتا کہ کہیں ٹی بی ہسپتال روڈ پر رہتے رہتے ٹی بی کی شکایت نہ ہو جائے، اگرچہ ڈاکٹروں اور اطباء نے اس شبہ کا ازالہ کر دیا، ان وجوہ اور بعض دیگر وجوہ کی وجہ سے کوئی ایسی صورت اختیار کی جائے کہ جس میں تعلیمی شغل قوۃِ برداشت کی حد تک رہے، چھوٹے اسباق نہ ہوں کہ محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے۔ اور ذریعۂ معاش بھی ہو اور علمِ دین کی اشاعت کا ذریعہ بھی، قیامِ مکتبہ کا یہ سببِ سوم تھا۔ مذکورہ تینوں اسباب کی بناء پر مولاناؒ کے لیے اپنی اس دلی خواہش کو پورا کرنے کا وقت آپہنچا اور مولاناؒ نے اپنے نئے فارغ التحصیل برادرِ خورد'' مولانا حافظ نور احمد مدظلہ کو جو کہ نہایت ذی استعداد، جید عالم تھے'' ساتھ لے کر بیرون بوہڑ گیٹ میں کرائے کی دوکان لے کر مکتبۂ امدادیہ قائم کر دیا، اس سے قبل مولاناؒ نے رمضان المبارک میں مہتمم صاحبؒ کو ایک عریضہ تحریر کر کے پیش کیا جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا کہ: ''میرے

اسباق میں کمی فرمادی جائے، دو سبق پڑھاؤں گا، باقی وقت کتب خانہ میں گذاروں گا‘‘ مولانا خیر محمدؒ نے فرمایا: ’’سارا وقت پڑھانا ہوگا‘‘ ماہِ رمضان المبارک میں حضرتؒ نے بلا کر پھر وہی ارشاد دُہرایا بالآخر مولاناؒ نے بھی کچھ استغناء کا ثبوت دیتے ہوئے مکتبہ امدادیہ کے نام سے کتب خانہ، بیرون بوہڑ گیٹ میں قائم کر دیا۔ اسی دوران حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ملتانیؒ، مولاناؒ کو قاسم العلوم میں دعوتِ تدریس دی، مولاناؒ نے اس شرط پر قبول فرمالی کہ دو سبق پڑھائیں گے اور بلا تنخواہ پڑھائیں گے، بہر حال جامعہ قاسم العلوم میں شوال ۱۳۸۲ھ کو آپ کا تقرر ہوگیا، دو گھنٹے مشکوٰۃ شریف اور ایک دیگر سبق ظہر کے بعد پڑھانا شروع کر دیا ایک ماہ بعد مدرسہ والوں نے بطورِ تنخواہ پچاس روپے دیے، مولاناؒ نے انکار کر دیا، لیکن مدرسہ والوں نے قبول کرنے پر اصرار کیا، تو مولاناؒ نے لے کر مدرسہ کو بطور چندہ دے کر رسید کٹوالی، تقریباً دو ماہ یوں ہی سلسلہ چلتا رہا، بالآخر یہ لینا دینا بند ہوگیا۔

اہتمام قاسم العلوم:

مولاناؒ آغاز میں ۳-۴ سال مشکوٰۃ شریف پڑھاتے رہے پھر ۳-۴ سال مسلم شریف پڑھاتے رہے، جب مفتی محمود صاحبؒ کی سیاسی مصروفیات بڑھ گئیں تو اس وقت مفتی صاحبؒ، ترمذی شریف کی صرف کتاب الطہارۃ پڑھاتے، باقی مولاناؒ کے ذمہ لگا دیتے، البتہ بخاری شریف مکمل آپ پڑھاتے رہے، ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء میں مفتی صاحبؒ کا وصال ہوگیا، مولاناؒ سفرِ حج پر تھے اور مولاناؒ کے اٹھارہ سال تدریس کے پورے ہو چکے تھے، واپسی پر اربابِ حل وعقد اور ارکانِ شوریٰ نے بہت زیادہ اصرار کر کے قاسم العلوم کا اہتمام مولاناؒ کے سپرد کر دیا اور بخاری شریف جلد اول بھی۔ تقریباً دو سال بعد ۱۴۰۲ھ کے آخر میں مدرسہ گل گشت جدید عمارت کی طرف منتقل کر دیا گیا، تقریباً یہاں سات آٹھ سال روزانہ اہتمام و سبق کی حاضری نبھاتے رہے اور جمعہ کی متفق علیہ خطابت بھی۔ گویا آپ کی ایک دن کی چھٹی بھی نہیں تھی، دوری کی وجہ سے رکشہ کا کرایہ شوریٰ نے منظور کیا اور آپ بادلِ نخواستہ لیتے رہے۔ حالات کچھ کشیدہ ہو جانے اور تھکان کی وجہ سے مولاناؒ جامعہ قاسم العلوم سے باقاعدہ ہمیشہ کے لیے چھٹی لے لی بلکہ مدرسہ اور اہلِ مدرسہ کو چھٹی دیدی لہٰذا یہ چھٹی کچھ قابلِ تعجب نہیں۔ واضح رہے کہ مولاناؒ کا وظیفہ تنخواہ خیر المدارس میں ڈیڑھ سو روپے تھا اور چھ گھنٹے کام تھا، اس حساب سے دو گھنٹے کام کے پچاس روپے بنے، قاسم العلوم کا معمول تھا کہ جب کوئی مدرس دوسرے مدرسہ سے آتا تو پہلے سال اسے سابقہ تنخواہ ہی دیتے تھے، یہ روایت مفتی محمودؒ نے قائم کی تھی اور یہ روایت بہت اچھی تھی تاکہ محض تنخواہ کے اضافے کے لالچ میں کوئی مدرس مدرسہ تبدیل نہ کرے۔ بہر حال اس جز وقتی تدریس کے ساتھ ساتھ بڑے زور وشور اور بڑی آب وتاب سے مکتبہ کا کام جاری رہا، بلند پایہ اور وقیع کتابیں شائع کیں، تقریباً اسی کتابیں شائع کی گئیں، تصحیح، کاغذ، طباعت ہر لحاظ سے مکتبہ فیضیہ امدادیہ وحقانیہ کا معیار بلند رہا، ملک و بیرون ملک کے علماء کرام نے ان کی مطبوعات کو پسند کیا۔ مفتی محمد شفیع ملتانیؒ بانی و مہتمم جامعہ قاسم العلوم متقی، زاہد و عابد، نرم مزاج اور با اخلاق، عالم باعمل تھے، خصوصاً ان کا درسِ قرآن تو بہت مشہور تھا، ایک ریٹائرڈ آفیسر نے بتایا کہ میں نے شفیع نامی تین علماء کا درسِ قرآن سنا ہے کراچی میں ابوتقی مفتی محمد شفیعؒ کا، سرگودھا میں ابوعبدالسمیع مفتی محمد شفیعؒ کا اور ملتان میں ابوالقاسم مفتی محمد شفیعؒ کا، کراچی والوں کے درس پر تفقہ کا رنگ غالب تھا، سرگودھا والوں پر تصوف کا رنگ غالب تھا اور ملتان والے مفتی محمد شفیعؒ دونوں کے جامع تھے: ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست!

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

یوم تشکر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کی اپیل پر مالاکنڈ میں شرعی نظام عدل کے قیام پر یوم تشکر منایا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ قرارداد مقاصد اور نظریہ پاکستان کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ملک بھر میں شرعی عدالتی نظام قائم کیا جائے۔ تاکہ عوام کو فوری اور سستا انصاف فراہم ہو۔ صوبائی دارالحکومت کی بیشتر مساجد میں نظام عدل کے معاہدے کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگی گئیں کہ اللہ تعالیٰ عظیم مقصد میں مسلمانوں کو کامیاب کرے اور فریقین سنجیدگی کا مظاہرہ کریں۔ علماء نے مساجد میں خطبہ جمعہ میں نظام عدل کا خیر مقدم کرتے کہا کہ سرحد حکومت کی جانب سے تحریک نفاذ شریعت محمدی کے رہنماؤں کے ساتھ کامیاب مذاکرات کے بعد مالاکنڈ ڈویژن میں شرعی نظام عدل کے نفاذ کے اعلان پر نہ صرف اس شورش زدہ علاقے کے عوام نے سکھ کا سانس لیا اور خوشی کا اظہار کیا ہے بلکہ پوری قوم اس اعلان کو امید کی ایک کرن قرار دے رہی اور توقع ظاہر کی جارہی ہے کہ مالاکنڈ میں شرعی نظام عدل کے نفاذ سے کم از کم سوات میں تو امن قائم ہو سکے گا جو ایک عرصہ سے زبردست تباہی وخونریزی کا شکار ہے۔ مگر دوسری جانب وفاقی شخصیات کی جانب سے ایسے بیانات سامنے آرہے ہیں جن سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید وفاقی حکومت اس معاملے میں سنجیدہ نہیں ہے اور وہ مالاکنڈ میں شرعی نظام عدل کے نفاذ کو محض ایک وقتی اقدام اور صورت حال پر فوری قابو پانے کے ایک حربے کے طور پر استعمال کرنا چاہتی ہے۔ اگر حکومت کی جانب سے شرعی نظام عدل کے نفاذ کے معاملے کو الجھانے کی حکمت عملی اختیار کی گئی تو یقیناً جواب میں طالبان بھی سخت موقف اختیار کرلیں گے جس سے یہ سارا معاملہ سلجھنے کی بجائے مزید الجھ جائے گا۔ اس بناء پر یہ امر ازحد ضروری ہے کہ وفاقی حکومت سرحد میں قیام امن کے اس سنہری موقع کو ضائع نہ ہونے دے اور مالاکنڈ میں شرعی نظام عدل کے نفاذ کے وعدے پر اس کی روح کے مطابق عمل درآمد کرے۔ دوسری طرف امریکہ اور یورپ نے اس کو منفی پیش رفت قرار دیا اور ان کا موقف ہے کہ خطہ میں فوجی آپریشن واحد حل ہے۔ یہ ہمارے ملک میں مداخلت ہے۔ حکومت مالاکنڈ میں شرعی نظام عدل کے قیام کے لئے درکار تمام تر ضروری اقدامات کا فوری آغاز کرے۔ تاکہ اس حوالے سے اس کی سنجیدگی ظاہر ہو اور کسی کو مفاہتی عمل کو سبوتاژ کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ محض امریکہ اور مغربی طاقتوں کی ناراضگی کے خوف سے شریعت کا نام لینے سے گھبرانا کسی مسلمان حکمران یا سیاستدان کو زیب نہیں دیتا۔ مساجد میں دعا کی گئی کہ حکومت اس معاہدہ پر سنجیدگی سے عمل درآمد کرے اور پورے ملک میں اسلامی نظام رائج کرے جس کے لئے پاکستان حاصل کیا گیا ہے۔

شیر پاؤ چارسدہ میں ۵ روزہ ردقادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سرحد کے زیر اہتمام دارالعلوم سلمان فارسیؓ ''شیر پاؤ'' تحصیل تنگی ضلع

چارسدہ میں پانچ روزہ ردقادیانیت کورس منعقد ہوا۔ جس میں پچاس سے ستر کے درمیان علماء کرام، طلبہ اور پڑھے لکھے نوجوانوں نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، حیات عیسیٰ علیہ السلام اور مسئلہ ختم نبوت کے خلاف قادیانیوں کے نام نہاد دلائل اور ان کے سیر حاصل جوابات دیئے۔ شرکاء کورس نے دلچسپی سے نہ صرف یہ کہ لیکچر سنے بلکہ نوٹس لئے۔ آخری تقریب ۲ رمارچ کو منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت دارالعلوم سلمان فارسیؓ کے مہتمم مولانا محمد سہیل خان نے کی۔ جب کہ مہمان خصوصی مجلس سرحد کے امیر حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی تھے اور ان کے ساتھ چاچائے جمعیت عنایت اللہ بھی تھے۔ مفتی صاحب نے اختتامی تقریب سے خطاب کے دوران پشتو بولنے والے علماء کرام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ، مولانا حبیب گلؒ، مولانا صدر الشہیدؒ کی ختم نبوت کی تحریک میں خدمات پر روشنی ڈالی اور پختونوں سے فرمایا کہ وہ اپنے آباؤاجداد کی وراثت، عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کریں۔ شرکاء کورس کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کی طرف سے آئینہ قادیانیت اور قومی تاریخی دستاویز سمیت لٹریچر اور ماہنامہ لولاک کے شمارے بطور انعام تقسیم کئے۔ جو نوشہرہ مجلس کے راہنما قاری محمد اسلم لائے تھے۔ کورس ۲۶، ۲۷، ۲۸ رفروری، یکم، ۲ رمارچ ظہر سے عصر تک جاری رہا۔ مولانا شجاع آبادی کی میزبانی مولانا سید کمال شاہ نے کی۔

سہ روزہ دورہ خوشاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سہ روزہ دورہ پر خوشاب تشریف لائے۔ مولانا نے مختلف مدارس وجامعات میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور مرزائیوں کی ریشہ دوانیوں کو واضح کیا۔ مولانا نے جوہرآباد کی معروف دینی درسگاہ جامعہ علوم شرعیہ میں مبلغ اسلام مولانا عبدالجبار کی سرپرستی میں علماء وطلباء اور دیگر افراد کے سامنے عقیدہ ختم نبوت پر روشنی ڈالی۔ اکابرین کی قربانیوں اور استقامت کو بیان کیا۔ پروگرام میں مولانا اظہار الحسن، قاری نذیر محمد، مولانا محمد آصف اور دیگر احباب موجود تھے۔ دوسرا پروگرام مرکز دارالحبیب قائد آباد میں حضرت قاری عبدالصمد کی سرپرستی میں ہوا جس میں مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالستار تونسوی نے ضلع بھر میں مرزائیت کی سرگرمیوں اور جماعتی ذمہ داریوں کو تفصیل سے بیان کیا اور پھر مولانا شجاع آبادی نے علماء وطلباء کے سامنے کام کی اہمیت اور جماعتی کارکردگی کو بیان کیا۔ علاقہ بھر کے علمائے کرام اور دیگر طبقات نے پروگرام سے خوب استفادہ کیا۔ تیسرا پروگرام تلہ گنگ جامع مسجد عائشہ صدیقہ میں حضرت قاری نور محمد کی سرپرستی میں منعقد ہوا۔ شہر بھر کے علمائے کرام نے بھرپور شرکت کی۔

دورہ دریا خان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مسجد فردوس لیہ میں ختم نبوت کے عنوان سے ایک پروگرام منعقد ہوا۔ تلاوت قاری محمد جہانگیر جبکہ نعت عبدالسلام اور قاری صدیق اکبر نے پیش کی۔ سٹیج سیکرٹری حافظ محمد ساجد اقبال نے

سرانجام دیئے۔ بھکر کے رہنما ڈاکٹر دین محمد فریدی نے آنحضرت ﷺ کی عظمت ومحبت اور مرزا قادیانی کے خبث کو عوام کے سامنے پیش کیا۔ آخر میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ختم نبوت کی اہمیت وافادیت، آپ ﷺ کے فضائل ومناقب بالخصوص اہل بیتؓ کی سیرت طیبہ کا ذکر فرمایا۔ پروگرام مولانا شجاع آبادی کی دعا سے اختتام پذیر ہوا۔

ختم نبوت کانفرنس بھریا روڈ

مین بازار بھریا روڈ میں ۷ مارچ بعد نماز مغرب ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا عبدالغفور مینگل، مولانا خادم حسین شر بلوچ، مولانا قاری کامران، مولانا حفیظ الرحمٰن، مولانا محمد فیاض مدنی، مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالہادی اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔

محراب پور ختم نبوت کانفرنس

۵ مارچ بعد نماز عشاء حضرت مولانا عبدالصمد ہالیجوی ناظم جامعہ دارالعلوم محراب پور کی زیر صدارت جامع مسجد مرکزی میں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا محمد رضوان سرگودھا، مولانا قاری محمد کامران حیدرآباد، مولانا محمد فیاض مدنی اور مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔

ختم نبوت کانفرنس نوشہرہ ورکاں

نوشہرہ ورکاں میں ۱۶ فروری بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد عارف شامی، مولانا عبدالحمید وٹو، مولانا اللہ وسایا، مولانا عبیداللہ انور، مولانا قاری عبدالمجید اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔

ختم نبوت کانفرنس لیہ و پہاڑ پور

۲۵ فروری دن جامعہ فاروقیہ پہاڑ پور اور رات جامع مسجد کرنال لیہ میں ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد ہوا۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید قاسمی، مولانا عبدالقادر ڈیروی، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا سعید احمد ربانی، مولانا عبدالشکور، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ جبکہ جناب اللہ نواز سرگانی نے نعت خوانی کی۔ مولانا محمد حسین نے صدارت کے فرائض ادا کئے۔

حاجی عبدالصمد چوہدری کا انتقال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فاروق آباد کے رہنما حاجی عبدالصمد چوہدری گزشتہ انتقال کر گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ مولانا حاجی محمد اسلم ناظم ختم نبوت فاروق آباد نے پڑھائی۔ ختم نبوت فاروق آباد کے امیر الحاج محمد حسین جنجوعہ، شیخوپورہ کے مبلغ مولانا عبدالنعیم، جامعہ اسلامیہ کے مدیر مولانا محمد یعقوب ربانی، قاری محمد الیاس، حکیم شیخ جاوید اقبال سمیت علمائے کرام نے مرحوم کی رحلت پر اظہار افسوس کیا ہے اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔ مرحوم جماعت ختم نبوت کے معاون تھے اور ختم نبوت جماعت کے ساتھ بڑا پرانا تعلق تھا۔

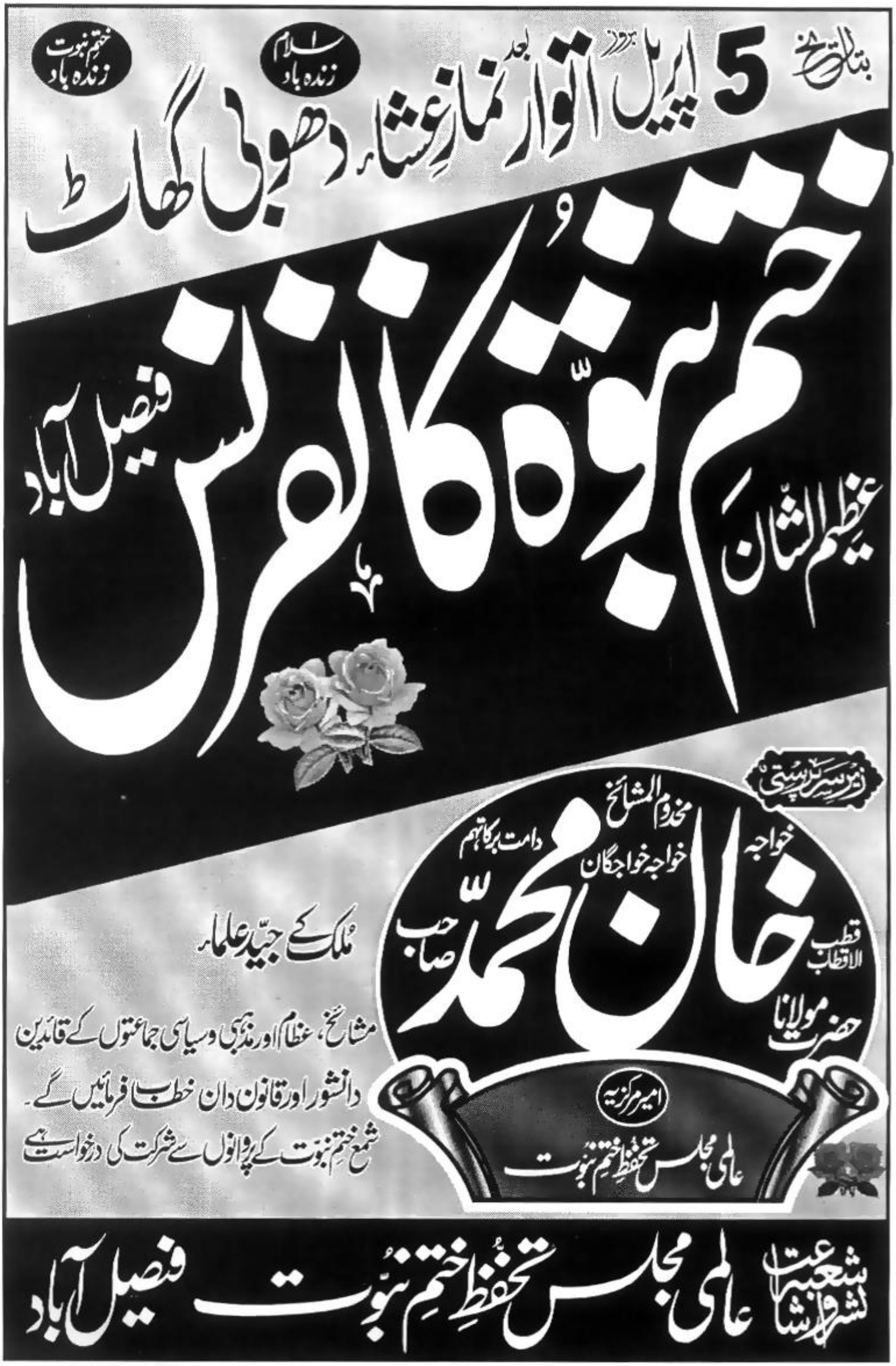
بتاریخ 5 اپریل بروز اتوار بعد نمازِ عشاء دھوبی گھاٹ
اسلام زندہ باد
ختم نبوت زندہ باد
عظیم الشان
ختم نبوۃ کانفرنس
فیصل آباد
زیر سرپرستی
مخدوم المشائخ
خواجہ خواجگان
قطب الاقطاب
حضرت مولانا
خواجہ خان محمد صاحب
دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
ملک کے جید علماء
مشائخ، عظام اور مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین
دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔
شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے
شعبہ نشرواشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد

ختم نبوت زندہ باد — 17 اپریل 2009 جمعۃ المبارک — قادیانیت مردہ باد

اٹھائیسویں سالانہ تاریخی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

بمقام: مرکزی جامع مسجد ختم نبوت ایم اے جناح روڈ ٹنڈو آدم صبح دس بجے تا رات گئے تک

بدعاء

قطب الاخطاب مخدوم المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

زیر سرپرستی

استاد المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر

عبدالرزاق سکندر صاحب دامت برکاتہم

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

زیر نگرانی

امام المجاہدین فاتح فتنہ گوہر شاہی

حضرت العلامہ احمد میاں حمادی صاحب دامت برکاتہم

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ

زیر صدارت

جرنیل ختم نبوت حضرت مولانا حافظ

محمد اکرم طوفانی صاحب دامت برکاتہم مرکزی ڈپٹی سیکریٹری جنرل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

ملک بھر کے نامور علماء، شیریں زبان خطباء، دانشور، وکلا خطاب فرمائیں گے

اور معروف نعت خواں نعتیہ کلام پیش فرمائیں گے

اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

باہر سے آنے والوں کے لئے طعام و قیام کا مکمل بندوبست ہوگا

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم

رابطہ نمبر: 0235-571613-0333-2881703

ختم نبوت زندہ باد

اسلام زندہ باد

11 اپریل 2009 بروز ہفتہ بعد از نماز عصر

مقام: بادشاہی مسجد لاہور

تاریخی عظیم الشان ختمِ نبوۃ کانفرنس

زیرِ صدارت

خواجہ خواجگان حضرت مولانا قطب الاقطاب مخدوم المشائخ خواجہ

خان محمد صاحب

دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

مہمانِ خصوصی

استاذ المحدثین حضرت مولانا ڈاکٹر

عبدالرزاق سکندر صاحب

دامت برکاتہم

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

علماء، مشائخ قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔

اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت لاہور